ہفت روزہ
# ندائے خلافت
لاہور
15
www.tanzeem.org
23 تا 29 رجب المرجب 1439ھ/10 تا 16 اپریل 2018ء

اس شمارے میں

اُمت مسلمہ کی آنکھیں کب کھلیں گی؟

حقیقت میں نیکی کیا ہے؟

مطالعۂ کلام اقبال (65)

چیف جسٹس اور وزیر اعظم کی ملاقات

نسوانیت کی موت

1979ء کی تدفین

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

## امت مسلمہ کا احیاء

امت مسلمہ جو صحیح معنوں میں اسلام کی عملی تصویر ہو-------- صدیوں سے ناپید ہے۔ کیونکہ امت مسلمہ کسی ''خطۂ زمین'' کا نام نہیں ہے جو کبھی اسلام کا مسکن رہا ہو، نہ کسی قوم کا نام ہے، جس کے آباء واجداد تاریخ کے کسی دور میں نظامِ اسلامی کے علمبردار رہے ہوں۔

''اُمتِ مسلمہ'' تو انسانوں کی وہ جماعت ہے جس کی رسوم وروایات، جس کے افکار وتصورات، جس کے عقائد ونظریات، جس کی اخلاقی قدریں اور ترک واختیار کے پیمانے غرض ساری چیزیں شریعتِ اسلامیہ کے چراغ کا پرتو ہوں۔ اور سچ پوچھو تو ایسی امت اُس وقت سے ناپید ہے جب سے شریعتِ الٰہی حکومت کے ایوانوں سے بے دخل ہے۔ ضروری ہے کہ یہ ''اُمّت'' اس زمین پر دوبارہ ''نمودار'' ہو، تاکہ اسلام انسانیت کی قیادت کے سلسلے میں اپنا متوقع کردار پھر ادا کر سکے۔

ضروری ہے کہ وہ امت پھر ''سامنے لائی جائے'' جو غلط تصورات وافکار، گمراہ نظریات اور باطل نظاموں کے انبار تلے دب کر رہ گئی ہے۔ ان نسلوں کے ہجوم میں گم ہو کر رہ گئی ہے جن کو نہ اسلام سے کوئی واسطہ ہے، نہ شریعتِ اسلامی سے۔ اگرچہ عام طور پر یہ گمان ہے کہ وہ نام نہاد ''اسلامی دنیا'' میں موجود ہے!!!

سید قطب شہیدؒ

# فرعون کی چالاکی اور جادوگروں کی استقامت

الھدیٰ (798)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُورۃُ طٰہٰ | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 71، 72

قَالَ اٰمَنۡتُمۡ لَہٗ قَبۡلَ اَنۡ اٰذَنَ لَکُمۡ ؕ اِنَّہٗ لَکَبِیۡرُکُمُ الَّذِیۡ عَلَّمَکُمُ السِّحۡرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ
اَیۡدِیَکُمۡ وَ اَرۡجُلَکُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ وَّ لَاُوصَلِّبَنَّکُمۡ فِیۡ جُذُوۡعِ النَّخۡلِ ۫ وَ لَتَعۡلَمُنَّ اَیُّنَاۤ
اَشَدُّ عَذَابًا وَّ اَبۡقٰی ﴿۷۱﴾ قَالُوۡا لَنۡ نُّؤۡثِرَکَ عَلٰی مَا جَآءَنَا مِنَ الۡبَیِّنٰتِ وَ الَّذِیۡ فَطَرَنَا
فَاقۡضِ مَاۤ اَنۡتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقۡضِیۡ ہٰذِہِ الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا ﴿۷۲﴾

**آیت ۷۱** ﴿قَالَ اٰمَنۡتُمۡ لَہٗ قَبۡلَ اَنۡ اٰذَنَ لَکُمۡ ؕ﴾ ’’فرعون نے کہا: (تو کیا) تم اس پر ایمان لے آئے ہو اس سے پہلے کہ میں تمہیں اجازت دیتا!‘‘

فرعون نے مخصوص شہنشاہانہ انداز میں جادوگروں کو ڈانٹ پلائی کہ تمہاری یہ جرأت! تم لوگوں نے مابدولت کی اجازت کے بغیر موسیٰ کے رب پر ایمان لانے کا اعلان بھی کر دیا!

﴿اِنَّہٗ لَکَبِیۡرُکُمُ الَّذِیۡ عَلَّمَکُمُ السِّحۡرَ ۚ﴾ ’’یقیناً یہی تمہارا گرو ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا ہے۔‘‘

اب فرعون کو ایک اور چال سوجھی۔ جادوگروں کو مخاطب ہو کر کہا کہ تم لوگوں نے جو مقابلہ کیا ہے یہ محض دکھاوا تھا۔ موسیٰ دراصل تمہارا استاد ہے‘ تم لوگوں نے اسی سے جادو سیکھ رکھا ہے۔ اندر سے تم لوگ آپس میں ملے ہوئے ہو۔ تمہاری یہ شکست تم لوگوں کی ملی بھگت کا نتیجہ ہے اور اس طرح تم لوگوں نے مل ملا کر ہمارے خلاف ایک بہت بڑی سازش کی ہے۔ چنانچہ اس نے گرجتے ہوئے جادوگروں کو دھمکی دی:

﴿فَلَاُقَطِّعَنَّ اَیۡدِیَکُمۡ وَ اَرۡجُلَکُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ وَّ لَاُوصَلِّبَنَّکُمۡ فِیۡ جُذُوۡعِ النَّخۡلِ ۫﴾ ’’تو میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ ڈالوں گا‘ اور تمہیں کھجور کے تنوں پر سولی (دے کر لٹکا) دوں گا۔‘‘

﴿وَ لَتَعۡلَمُنَّ اَیُّنَاۤ اَشَدُّ عَذَابًا وَّ اَبۡقٰی ﴿۷۱﴾﴾ ’’اور یقیناً تمہیں (جلد) معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں سے کون زیادہ سخت سزا دینے والا ہے اور کون زیادہ باقی رہنے والا ہے۔‘‘

تم لوگوں کو میرے اور موسیٰ کے اختیار و مرتبے کا فرق بہت جلد معلوم ہو جائے گا۔

**آیت ۷۲** ﴿قَالُوۡا لَنۡ نُّؤۡثِرَکَ عَلٰی مَا جَآءَنَا مِنَ الۡبَیِّنٰتِ وَ الَّذِیۡ فَطَرَنَا﴾ ’’انہوں نے کہا: اب ہم تمہیں ہرگز ترجیح نہیں دے سکتے ان واضح دلائل پر جو ہمارے پاس آ چکے ہیں اور اُس ذات پر جس نے ہمیں پیدا کیا ہے‘‘

اب ہمارے رب کی طرف سے ہم پر حق واضح کر دیا گیا ہے‘ حقیقت ہم پر منکشف ہو چکی ہے‘ ہم اپنے رب پر ایمان لا چکے ہیں‘ اب ہمارے لیے تیری مرضی و منشا کی کوئی اہمیت نہیں رہی۔

﴿فَاقۡضِ مَاۤ اَنۡتَ قَاضٍ ؕ﴾ ’’چنانچہ تو کر لے جو کچھ تجھے کرنا ہے۔‘‘

اب تو ہمیں جو سزا دینا چاہے دے لے‘ خواہ ہمارے ٹکڑے ٹکڑے کر دے‘ مگر ہم جس حق پر ایمان لائے ہیں اب اس سے پیچھے ہٹنے والے نہیں ہیں۔

﴿اِنَّمَا تَقۡضِیۡ ہٰذِہِ الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا ﴿۷۲﴾﴾ ’’تو تو صرف فیصلہ کر سکتا ہے اسی دنیا کی زندگی کا۔‘‘

تو ہمارے ساتھ زیادہ سے زیادہ کر بھی کیا سکتا ہے؟ صرف ہماری اس دُنیوی زندگی ہی کے بارے میں کوئی فیصلہ کر سکتا ہے نا! جو آج نہیں تو کل‘ کل نہیں تو پرسوں ویسے بھی ختم ہونے والی ہے۔

## فرمان نبویؐ

### لذتوں کو کاٹنے والی کو یاد کرو

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اَکۡثِرُوۡا ذِکۡرَھَا ذِمِ اللَّذَّاتِ)) (رواہ الترمذی)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’لذتوں کو کاٹنے والی کو بہت یاد کرو۔‘‘

**تشریح:** سب نے ایک دن مرنا ہے۔ بیوی، بچوں، مال، جائیداد اور کاروبار کو چھوڑ کر جانا ہے۔ دنیا کی رنگینیوں اور دلفریب بہاروں کو خیر باد کہہ کر قبر کی آغوش میں پہنچنا ہے۔ موت کی بے رحم اور ان دیکھی تلوار بہت جلد تمہیں اس سارے سروسامان سے جدا کر کے رکھ دے گی جسے تم اپنے آرام، لذت اور آسائش کے لیے مہیا کرتے رہے ہو۔ تنہائی میں تمہارے شعور کو موت کا احساس ہونا چاہیے اور ملنے جلنے والوں سے بھی اس کا تذکرہ کیا جائے۔ موت کو بار بار اور کثرت سے یاد کرنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سے انسان بے لگام نہیں ہوتا۔ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہوتا ہے اور اس کے لیے راہِ راست پر چلنا آسان ہو جاتا ہے۔

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# اُمت مسلمہ کی آنکھیں کب کھلیں گی؟

30مارچ کو آزادی کے لیے مارچ کرنے والے فلسطینیوں پر اسرائیلی فوجیوں نے اندھا دھند فائرنگ کر کے 20 فلسطینیوں کو شہید کر دیا اور سینکڑوں زخمی ہوئے۔ اس کے ایک دن بعد کشمیر میں بھی بھارتی فوجیوں نے احتجاجی مظاہرین پر فائرنگ کر کے 20 کشمیریوں کو شہید کر دیا اور 70 سے زائد زخمی ہوئے۔ اگلے دن افغانستان کے صوبہ قندوز میں ایک مدرسے پر امریکی فوج نے ہیلی کاپٹروں کے ذریعے بمباری کردی، جس سے 150 سے زائد مسلمان شہید ہوگئے، سینکڑوں زخمی ہیں۔ ان شہداء میں بڑی تعداد حافظِ قرآن بچوں کی تھی جو حفظ قرآن مکمل کرنے کے بعد تقریب دستار بندی میں شرکت کے لیے وہاں اپنے اہل خانہ کے ساتھ موجود تھے۔ پے در پے ہونے والے ظلم، سفاکیت اور درندگی پر مبنی ان تینوں واقعات سے سب سے پہلا پیغام جو مسلم دنیا کو دیا گیا وہ یہ ہے کہ اسلام اور عالم اسلام کے خلاف امریکہ، اسرائیل اور انڈیا کی جو شیطانی تکون وجود میں آئی تھی وہ اب عملی طور پر متحرک ہو چکی ہے۔ تینوں جگہوں پر غاصب اور جارح قوتوں کے خلاف مزاحمت جاری ہے جہاں لوگ اپنی آزادی جیسے بنیادی حق کے لیے لڑ رہے ہیں۔ اگر وہ ہتھیار بھی اُٹھائیں تو یہ اُن کا حق ہے وہ اُٹھا سکتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان تینوں واقعات میں نہتے اور بے گناہ مسلمانوں کو سفاکانہ طریقے سے خون میں نہلا دیا گیا۔ فلسطینی اپنی آزادی کے لیے پرامن احتجاجی مارچ کر رہے تھے، کشمیر میں بھی نہتے شہری احتجاجی جلوس میں شریک تھے اور قندوز میں تو زیادہ تر وہ معصوم بچے ہی شہید ہوئے جو اپنے والدین کے ساتھ تقریب میں شریک تھے۔

دوسری جانب عالم اسلام میں ہمیشہ کی طرح عوامی سطح پر ان واقعات کے خلاف احتجاجی مظاہرے ہوں گے، جلوس نکالے جائیں گے، پتلے جلائے جائیں گے اور حکومتی سطح پر مذمتی بیانات داغے جائیں گے اور زیادہ سے زیادہ اقوام متحدہ سے ان واقعات کی تحقیقات کے لیے اصرار کیا جائے گا۔ ہوسکتا ہے تحقیقات کر بھی لے تو کیا ہوگا؟، کیا ظلم رُک جائے گا؟ کیا مظلوم کشمیریوں پر بھارت ظلم کرنا چھوڑ دے گا؟ کیا فلسطینیوں کو آزادی مل جائے گی اور کیا افغانستان پر امریکی جارحیت کا باب بند ہو جائے گا؟ ممکن ہے کچھ لوگ یہ کہیں کہ مسلمان ممالک کو آپس میں متحد ہونا چاہیے۔ OIC، عرب لیگ وغیرہ کو متحرک کیا جانا چاہیے وغیرہ۔ لیکن یہ سب کرے گا کون جبکہ حالت یہ ہے کہ اسلام کا مرکز یعنی سعودی عرب خود یہود و ہنود کا سب سے بڑا اتحادی ہے۔

تازہ فلسطینی شہادتوں پر ولی عہد محمد بن سلمان نے جو کہا ہے وہ پورے عالم اسلام کی آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہے۔ اُنہوں نے کہا ہے کہ فلسطینیوں کی طرح اسرائیلیوں کو بھی اپنی زمین پر رہنے کا حق ہے۔ جس کا صاف مطلب یہی ہے کہ فلسطینیوں کا احتجاج بلا جواز اور بے معنی ہے۔ باالفاظ دیگر محمد بن سلمان کے مطابق سارا قصور فلسطینیوں کا ہے جو اسرائیلی جارحیت کے خلاف احتجاج کر رہے تھے۔ حالانکہ سرزمین عرب میں یہودیوں کی حیثیت غاصب قوم کی ہے۔ اسی طرح کشمیر کے معاملے میں بھی اکثر مسلمان ممالک کا رویہ یہی ہے۔ وہ مسئلہ کشمیر کو بھارت کا اندرونی معاملہ قرار دے کر کنارہ کش ہو جاتے ہیں۔ لے دے کر


ہفت روزہ | لاہور

# ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

23 تا 29 رجب المرجب 1439ھ جلد 27
10 تا 16 اپریل 2018ء شمارہ 15

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فریداللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام''، ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا ---------------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ایک پاکستان تھا جس کے پرچم میں لپیٹ کر کشمیری اپنے شہداء کو دفناتے ہیں اُس کی مسئلہ کشمیر پر سنجیدگی کا عالم یہ ہے کہ اُس نے محض خانہ پُری کے لیے کشمیر کمیٹی کے نام سے ایک نام نہاد ادارہ تو قائم کر رکھا ہے مگر اُس کا بنیادی مقصد مسئلہ کشمیر کے حل کی جانب پیش رفت کرنا نہیں بلکہ سیاسی ایڈجسٹمنٹ کر کے حکومتی اتحادیوں کو خوش کرنا ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ اُس کے فنڈز کہاں اور کیسے استعمال ہو رہے ہیں۔ اب رہا افغانستان تو اگر افغان گورنمنٹ خود امریکہ یا انڈیا کے ساتھ مل کر اپنے شہریوں پر بمباری کرے گی تو وہاں OIC، عرب لیگ یا کوئی دوسرا اسلامی ملک یا حکمران کیا کریں گے۔ ہم افغان گورنمنٹ کو کٹھ پتلی حکومت کہتے ہیں۔ یہ بات اپنی جگہ پر درست ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایک صدی قبل اسلامی دنیا کو تقسیم کرتے وقت تمام اسلامی ممالک پر جن لوگوں کو بٹھایا گیا تھا وہ بھی سب کے سب اسی طرح کے کٹھ پتلی ہی تھے۔ صاف لفظوں میں افغانستان آج جس پراسس سے گزر رہا ہے ایک صدی قبل تمام اسلامی ممالک اسی پراسس سے گزر چکے ہیں۔ اُن سب کی حکومتیں آج بھی اُسی طرح عالمی قوتوں کی مٹھی میں ہیں جس طرح آج افغانستان کی حکومت امریکہ کی مٹھی میں ہے۔ پھر نہ جانے کیوں ہم اپنے حکمرانوں سے توقع کرتے ہیں کہ وہ کچھ کریں گے؟

قندوز میں جب مدرسے پر بمباری کی جا رہی تھی عین اُسی دوران پاکستان سے ملالہ یوسفزئی عالمی سطح کے پروٹوکول میں رخصت ہو رہی تھی۔ عالمی قوتیں ایک طرف ملالہ کی پروموٹر اس لیے بنی ہوئی ہیں کہ اُن کا دعویٰ ہے کہ اُس نے بچوں کی تعلیم کے لیے آواز اُٹھائی تھی۔ لیکن دوسری طرف وہی قوتیں قندوز میں حافظِ قرآن بچوں کو ہیلی کاپٹروں کے ذریعے نشانہ بنا کر شہید کر دیتی ہیں۔ عالمی قوتوں کا یہ دہرا معیار عالم اسلام کو اصل حقیقت سمجھانے کے لیے کیا کافی نہیں ہے؟ حقیقت صاف طور پر واضح ہے کہ عالمی قوتیں پورے عالم اسلام پر اپنا دجالی ایجنڈا ایسے ہی حکمرانوں کے ذریعے مسلط کر کے مسلمانوں کو مکمل طور پر اپنا ذہنی غلام بنانے کی تیاری کر چکی ہیں۔ انہیں ایسی تعلیم اور ایسا اسلام چاہیے جو مغرب کے لیے قابل قبول ہو۔ جو تعلیم اور جو اسلام مسلمانوں کو حقیقی آزادی کی طرف لے کر جائے اُسے ہر صورت میں اُنہوں نے کچلنے کی منصوبہ بندی کر رکھی ہے۔ افغانستان میں مغربی غلامی کے خلاف کسی حد تک جو مزاحمت نظر آ رہی ہے وہ اسی تعلیم کی بدولت ہے جو قندوز جیسے مدرسوں میں ابھی تک دی جا رہی تھی۔ لہٰذا وہاں اگر معصوم بچے بھی بے دردی سے شہید کر دیے جائیں تو وہ مغرب کے لیے جائز اس لیے ہیں کہ اس کے بغیر ان کا وہ ایجنڈا پورا نہیں ہوتا جس کے بارے میں اقبال نے بہت پہلے کہہ دیا تھا۔

فکرِ عرب کو دے کے فرنگی تخیلات
اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو

افغانیوں کی غیرت دیں کا ہے یہ علاج
ملا کو ان کے کوہ و دمن سے نکال دو
اقبال کے نفس سے ہے لالے کی آگ تیز
ایسے غزل سرا کو چمن سے نکال دو

آج حجاز و یمن ہو یا پاکستان و افغانستان ہر جگہ اسی ابلیسی ایجنڈے کے تحت اسلام کی اصل تعلیم کا راستہ روکا جا رہا ہے۔ خود پاکستان جو بنا ہی اسلام کے نام پر تھا اور جس کا تصور علامہ اقبال نے دیا تھا یہاں بھی اسلام اور اقبال کے نظریات کو نصاب سے نکالا جا رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم کشمیر اور فلسطین کی آزادی کا ذکر تو کرتے ہیں لیکن پورا عالم اسلام جس ذہنی غلامی کا شکار ہے، اس سے آزادی کی بات نہیں کرتے۔ آج قندوز میں جس طرح کا المیہ رونما ہوا ہے۔ یہ پورے عالم اسلام کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ کیونکہ یہ حملہ صرف چند مسلمانوں پر نہیں ہوا بلکہ یہ اسلامی تعلیم پر حملہ ہے، یہ پوری اسلامی تاریخ کے ایک سنہری باب کو ہمیشہ کے لیے بند کرنے کی ایک ابلیسی کوشش ہے۔ لہٰذا عام مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ مغرب کی اس منافقانہ، دجل و فریب پر مبنی پالیسی کو بے نقاب کریں اور اس کے خلاف پورے عالم اسلام میں ایسا احتجاج کریں کہ مغرب کے ہوش ٹھکانے آ جائیں اور وہ آئندہ کسی ایسی تعلیم گاہ پر حملہ کی جرأت نہ کر سکے جہاں بچوں کو اسلامی تعلیم دی جا رہی ہو۔ یہ اس لیے ضروری ہے کہ یہی روشنی کی وہ واحد کرن ہے جو پورے عالم اسلام کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لا سکتی ہے۔ یہی وہ واحد تعلیم ہے جو ایسے آزاد ذہن پیدا کر سکتی ہے جو کشمیر اور فلسطین کی آزادی کی راہ ہموار کرنے کے قابل ہوں گے۔ ورنہ اگر اس موقع پر بھی ہم عالمی اداروں یا اپنے حکمرانوں کی طرف دیکھتے رہے تو پھر ہم آزادی کی آخری اُمید بھی کھو دیں گے۔ کیونکہ اگر وہ تعلیم نہ رہی جو قرآن کے ذریعے اللہ سے رابطے کا واحد ذریعہ ہے تو پھر اللہ کی مدد کبھی نہیں آئے گی اور اللہ کی مدد کے بغیر شاید ہم کامیاب نہ ہو سکیں۔

اگر مسلمانانِ پاکستان حقیقت جاننا چاہتے ہیں تو وہ سن لیں اور نوشتہ دیوار پڑھ لیں کہ کشمیر اور فلسطین میں ہونے والی وحشیانہ کارروائیوں اور قندوز میں قرآن پڑھتے بچوں پر وحشیانہ بمباری سے واضح ہو گیا ہے کہ اسلام دشمن اتحاد ثلاثہ یعنی اسرائیل، بھارت اور امریکہ اب تمام مصلحتوں اور سفارتی آداب کو پس پشت ڈال کر مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کی راہ پر گامزن ہے۔ یاد رہے پاکستان اپنی ایٹمی صلاحیت کی وجہ سے ایک امریکی اور یہودی کی نگاہ میں دوسرے مسلمان ممالک کی نسبت زیادہ بڑا دشمن ہے۔ آج اگر مسلمانِ پاکستان عالم اسلام کے دوسرے ممالک میں ہونے والے ظلم و ستم پر خاموش رہتے ہیں اور اپنا کردار ادا نہیں کرتے تو یہ طاغوتی قوتیں پاکستان کو بھی زیادہ دیر برداشت نہیں کریں گی۔ اللہ پاکستان کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ آمین یا رب العالمین

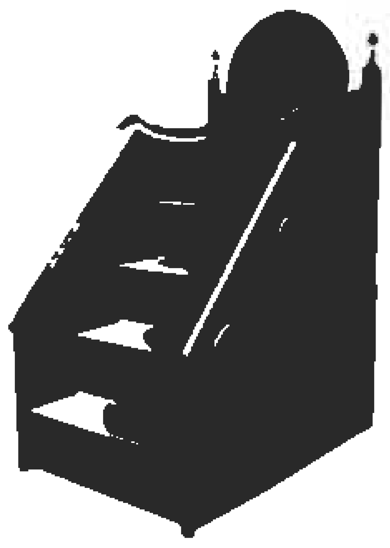

# حقیقت میں نیکی کیا ہے؟

## (آیۃ البر کی روشنی میں)

**مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 30 مارچ 2018ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص**

محترم قارئین! انسان اور حیوان میں ایک بنیادی فرق یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے نیکی اور بدی کا شعور دیا ہے۔ انسان نے کوئی نیکی کا کام کیا تو اندر سے تسلی ملتی ہے اور ضمیر مطمئن رہتا ہے۔ لیکن اگر کوئی گناہ کیا یا کسی کا حق مارا تو اندر سے ضمیر ملامت کرتا ہے۔ گویا اندر کوئی شے ہے جو pinch کرتی ہے اور بعض اوقات یہ pinch اتنی شدید ہوتی ہے کہ کچھ لوگ تو اپنی اصلاح کر لیتے ہیں اور بعض تو خودکشی کر لیتے ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ کوئی شخص برائی کرتا رہے اور ضمیر کی آواز کو بھی کچلتا رہے تو ضمیر بھی آہستہ آہستہ مردہ ہو جاتا ہے اور پھر وہ سٹیج آ جاتا ہے جس کے بارے میں قرآن میں ارشاد ہے کہ:

﴿خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ؕ﴾ (البقرہ:7) ”اللہ نے مہر کر دی ہے اُن کے دلوں پر اور اُن کے کانوں پر۔“

لیکن بنیادی طور پر نیکی کا کوئی نہ کوئی تصور ہر انسان میں موجود ہے۔ کسی کے نزدیک خدمتِ خلق اصل نیکی ہے، کوئی عبادات کو اصل سمجھتا ہے اور کوئی صدقہ وخیرات کو ہی نیکی سمجھتا ہے اور پھر یہ بھی انسان کی ایک مجبوری ہے کہ وہ اپنے ضمیر کی خلش کو دور کرنے کے لیے بھی کسی نہ کسی نیکی کا اہتمام کرتا ہے۔ کبھی کوئی انسان غلط کام کرتا رہتا ہے لیکن ساتھ اپنے ضمیر کو مطمئن رکھنے کے لیے کوئی نہ کوئی نیکی کا کام کر دیتا ہے۔ لیکن نیکی کا اصل تصور کیا ہے؟ حقیقتِ نیکی کیا ہے، اس حوالے سے سورۃ البقرہ کی آیت 177 میں تفصیل سے راہنمائی دی گئی ہے۔ اسی لیے اسے آیۃ البر بھی کہتے ہیں اور یہ بڑی تفصیلی آیت ہے۔ گزشتہ جمعہ سے ہم نے اس آیت کے مطالعہ کا آغاز کیا تھا۔ آج ان شاء اللہ اس کا مزید مطالعہ کریں گے۔ فرمایا:

﴿لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ﴾ ”نیکی یہی نہیں ہے کہ تم اپنے چہرے مشرق اور مغرب کی طرف پھیر دو“

دراصل یہ آیت تحویل قبلہ کے موقع پر نازل ہوئی تھی۔ جب یہودی یہ پروپیگنڈا کر رہے تھے کہ اگر موجودہ قبلہ صحیح ہے تو اس کا مطلب ہے جتنا عرصہ مسلمانوں نے قبلۂ اول کی طرف رخ کر کے نمازیں پڑھی ہیں وہ سب ضائع گئیں۔ یہود کے اس پروپیگنڈے سے کچے ایمان والے اور نومسلم سوچ میں پڑ گئے تھے۔ لیکن اس آیت میں انہیں تسلی دی گئی کہ بے شک قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا نیکی ہے لیکن یہ کل نیکی نہیں ہے بلکہ نیکی کا ایک جز ہے۔ قبلہ کی طرف رخ کرنے کا مقصد یہ ہے کہ نماز کی ادائیگی کے معاملے میں مسلمانوں میں ایک ڈسپلن ہو۔ سب کا رخ ایک ہی طرف ہو۔

**مرتب: ابو ابراھیم**

ہے پرے سرحد ادراک سے اپنا مسجود
قبلے کو اہل نظر قبلہ نما کہتے ہیں!

ویسے تو ہر طرف اللہ ہی ہے۔ جیسے قرآن میں ارشاد ہوا: ﴿وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا﴾ (البقرہ:148) ”ہر ایک کے لیے ایک سمت ہے جس کی طرف وہ رُخ کرتا ہے“

جتنی بھی جہتیں ہیں سب اللہ کی ہیں۔ ایک اعتبار سے جہاں بھی ہم سجدہ کریں گے وہ اللہ کے لیے ہی ہوگا۔ بنیادی طور پر نماز کا حاصل یہ ہے کہ:

﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ﴿١٤﴾﴾ ”اور نماز قائم رکھو میری یاد کے لیے۔“ (طٰہٰ:14)

نماز کی اصل روح اللہ سے لو لگانا ہے۔ لیکن نیکی کا ایک ظاہری پیکر بھی ہوتا ہے۔ ہمیں اللہ سے لو لگانی ہے تو لو لگانے کے لیے ہمیں طریقہ بھی بتا دیا گیا کہ آئیڈیل نماز وہ ہے۔ اس کی ایک شکل ہے۔ اس میں قیام، رکوع، سجدہ، قعدہ وغیرہ ہیں۔ چنانچہ جب نماز کی ایک شکل معین کر دی گئی ہے تو اس کی اپنی اہمیت ہے۔ اس کو follow کرنا چاہیے۔ لیکن وہ شکل ہی کُل نیکی نہیں ہے بلکہ نیکی کا ایک جزو ہے۔

﴿وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ﴾ ”بلکہ نیکی تو اُس کی ہے جو ایمان لائے اللہ پر، یومِ آخرت پر، فرشتوں پر، کتاب پر اور نبیوں پر۔“

نیکی کی اس بحث میں پہلی شے جو لائی گئی وہ یہ ہے کہ نیک شخص وہ ہے جو صاحبِ ایمان ہے۔ ایمان بھی کون سا؟ صرف یہ نہیں کہ بس اللہ کو ماننے والا ہو۔ بلکہ ایمانیات کی جو تفصیل یہاں بیان ہوئی ہے اس کے مطابق اس کا ایمان ہو۔ بنیادی ایمانیات تین ہیں۔ ایک اعتبار سے دیکھا جائے تو اصل ایمان اللہ پر ایمان ہے لیکن اللہ پر ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے جو نمائندے زمین پر بھیجے ہیں ان پر بھی ایمان ہو۔ لیکن ایمان بالرسالت کا مطلب یہ ہے کہ آج اللہ کے جس رسول کا دور ہے، جس کو follow کرنے کا اللہ نے حکم پوری انسانیت کو دیا ہے، اُس رسول ﷺ پر ایمان لایا جائے۔ سابقہ نبیوں پر جس کا ایمان ہو لیکن آخری رسول ﷺ پر

ایمان نہ ہو تو اس کا ایمان مقبول نہیں ہے۔ آج کے نبی اور رسول محمد رسول ﷺ ہیں ۔ اس کے بعد اللہ نے اپنے نمائندوں کے ذریعے جو پیغام دیا ہے اس پر بھی ایمان ہو۔ وہ پیغام کیا ہے؟ اصل میں یہ دنیا اصل زندگی نہیں ہے، یہ امتحانی وقفہ ہے۔ اصل زندگی آخرت کی ہے۔ رسولوں کے ذریعے جو اہم ترین پیغام دیا گیا وہ آخرت کا دیا گیا۔ ہم تو سمجھتے ہیں کہ یہی دنیا ہے۔ بس یہاں موج میلہ کرلو، یہاں کی نعمتوں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھا لو۔ اللہ نے نعمتیں دی ہیں اور روکا نہیں ہے۔ لیکن مقصود ہمیں آزمانا ہے۔ یہ مہلت عمر آزمائش ہے۔ ہم نے اس مہلت سے فائدہ اُٹھا کر اپنے آپ کو جہنم کے عذاب سے بچانے کی فکر کرنی ہے۔ موت پر یہ مہلت ختم ہو جائے گی۔ پھر تو صرف رزلٹ آنا ہے اور پھر آخری انجام ہے۔ چنانچہ آخرت پر بھی ایمان ہو۔ ایمان بالرسالت میں فرشتے اور کتاب بھی شامل ہیں ۔ کیونکہ اللہ نے فرشتوں کے ذریعے ہی اپنا پیغام رسولوں تک پہنچایا ہے۔ چنانچہ نیکی کی اصل بنیاد ان سب ایمانیات پر ایمان لانا ہے۔ ان ایمانیات کے نتیجے میں جو چیز حاصل ہوتی ہے وہ کیا ہے؟ اللہ پر ایمان کا لازمی مطلب یہ ہے کہ جب کوئی شخص نیکی یا خیر کا کام کر رہا ہو تو نیت یہ ہو کہ میں یہ صرف اللہ کے لیے کر رہا ہوں، اللہ کو راضی کرنے کے لیے کر رہا ہو کوئی اور مقصد نہ ہو۔ جیسے بعض لوگ نام اور شہرت کے لیے خیرات کرتے ہیں کہ بڑا دیندار اور سخی آدمی ہے، یا الیکشن قریب آرہا ہے تو اب خیرات کے کام بڑھ چڑھ کر ہو رہے ہیں۔ بظاہر تو یہ کام نیکی کا ہی ہو رہا ہے لیکن اللہ کے ہاں یہ نیکی ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ اُلٹا اس شخص کے لیے وبال ہے۔ نیکی تو تب ہوگی جب خالصتاً اللہ کی رضا کے لیے کوئی کام کیا جائے۔ اسی طرح ایمان بالآخرت کا حاصل یہ ہے کہ نیکی کا اجر صرف اور صرف آخرت میں مطلوب ہو۔ اگر ایسا ہوگا تو تب وہ عمل اللہ کی نگاہ میں نیک ہے۔ اسی طرح ایمان بالرسالت کا حاصل یہ ہے کہ کوئی بھی کام اس طریقے پر کیا جائے جو کتاب وسنت میں بتایا گیا ہو۔ نیکی کے حوالے سے کچھ بنیادی باتیں تو ہر انسان کے اندر موجود ہیں لیکن نیکی اور بدی کا تفصیلی شعور انسان کے پاس نہیں ہے ۔ تفصیلی راہنمائی ہمیں انبیاء اور اللہ کی کتابوں سے ملتی ہے اور اب اللہ کی طرف سے authentic کتاب وہ ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی ہے ۔ اسی طرح حضور ﷺ کی شخصیت ایک مکمل شخصیت ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت میں تمام نوع انسانی کے لیے راہنمائی موجود ہے۔ آج بھی اگر سب سے زیادہ تفصیلات دنیا میں کسی شخصیت کے حوالے سے محفوظ ہیں تو حضور ﷺ کی حیات طیبہ کے حوالے سے ہیں۔ جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وجود تاریخی طور پر ثابت کرنا مشکل ہے، کیونکہ ان کی کتابیں بھی محفوظ نہیں ہیں، سب محرف شدہ ہیں۔ چنانچہ ہم تمام سابقہ رسولوں پر ایمان لاتے ہیں تو اس لیے لاتے ہیں کہ قرآن نے بتایا ہے کہ وہ بھی اللہ کے نبی اور رسول تھے۔ چنانچہ نیکی کا پیکر کیا ہے اس کا تعلق ایمان بالرسالت سے ہے کیونکہ نیکی کی تفصیل ہمیں اللہ کے رسول ﷺ نے بتائی ہے۔

اس میں ایک سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ جو غیر مسلم ہیں ان میں سے بھی بعض لوگوں نے نیکی کے بڑے بڑے کام کیے ہیں جیسے گنگا رام اور گلاب دیوی ہسپتال بنوا دیے جہاں سے آج تک انسانیت فائدہ اُٹھا رہی ہے۔ اسی طرح بل گیٹس جو دنیا کا امیر ترین شخص ہے وہ سب سے بڑھ چڑھ کر فلاح و بہبود کے کام کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ یورپ میں بہت سے لوگ ہیں جو دل کے اطمینان کے لیے فلاحی کاموں پر خرچ کرتے ہیں۔ تو کیا ان کو کوئی اجر وثواب ملے گا یا نہیں ملے گا؟ اس حوالے سے قرآن مجید میں راہنمائی ہے کہ:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝﴾ ''جو لوگ دنیا کی زندگی اور اس کی زیب وزینت کے طالب ہوں ہم ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ انہیں اسی (دنیا کی زندگی)

---

**پریس ریلیز 6 اپریل 2018ء**

## کشمیر، فلسطین اور قندوز کے سانحات سے اسلام دشمن قوتوں کا اصل ایجنڈا بے نقاب ہو گیا ہے

## امریکہ نے افغانستان کے صوبہ قندوز میں حافظِ قرآن بچوں کو شہید کر کے ظلم کی داستان رقم کر دی ہے

## مسلمانوں کے تمام مسائل کا حل یہ ہے کہ وہ اللہ اور رسولؐ کے نظام کو نافذ کریں

### حافظ عاکف سعید

کشمیر، فلسطین اور قندوز کے سانحات سے اسلام دشمن قوتوں کا اصل ایجنڈا بے نقاب ہو گیا ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ اُنہوں نے افغانستان کے صوبہ قندوز میں حافظِ قرآن بچوں پر افغان فضائیہ کی بمباری کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ افغانستان کی کٹھ پتلی حکومت نے سینکڑوں معصوم بچوں کو شہید کر کے ظلم کی جو داستان رقم کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تاریخ سے سبق سیکھنے کے لیے ہرگز تیار نہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ اپنی قوم سے غداری کرنے والے مجرم دنیا میں ہی ذلیل ورسوا ہوئے ہیں۔ فلسطین کی سرزمین فلسطینیوں کے خون سے سرخ ہو گئی ہے لیکن سعودی حکمران اسرائیل کے موقف کی تائید کر رہے ہیں۔ کشمیریوں کی نسل کشی پر ہماری کشمیر کمیٹی نے چپ سادھ رکھی ہے۔ مسلمان حکمران اپنے دشمنوں کی خاموش تائید کر رہے ہیں۔ ایسی صورت میں مسلمانوں پر ظلم وستم بڑھتا چلا جائے گا۔ اُنہوں نے کہا کہ مسلمانوں کے تمام مسائل کا حل یہ ہے کہ وہ اللہ اور رسولؐ کے نظام کو نافذ کریں، اللہ اُن کی مدد کرے گا۔ پھر کوئی ہاتھ اُن کے خلاف اُٹھ نہیں سکے گا۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی)

میں دے دیتے ہیں اور اس میں ان کی حق تلفی نہیں کی جاتی۔''(ہود:15)

یعنی ان کا اصل مقصود تو دنیا ہی تھا۔ اللہ کو اور اللہ کی دی ہوئی ہدایت کو انہوں نے ترجیح نہیں دی۔ لہٰذا جو خیر کے کام انہوں نے دنیا میں کیے ہیں اس کے بدلے میں انہیں دنیا میں مزید نفع مل جائے گا اور اس نفع میں اللہ کمی نہیں کرے گا مگر آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ دنیا میں ان کی نیک نامی میں اور دولت میں اضافہ ہو رہا ہے لیکن نیکی اللہ کے ہاں وہی مقبول ہے جو شرائط کے ساتھ ہو اور وہ شرائط یہ ہیں کہ پہلے انسان ان سب ایمانیات پر ایمان لے آئے۔ یعنی اللہ پر ایمان، آخرت پر ایمان، رسولوں پر، اللہ کی کتاب پر اور فرشتوں پر۔ نیکی کی اصل بنیاد انہی ایمانیات پر ہے اور اس بنیاد پر نیکی کی مختلف صورتیں سامنے آتی ہیں جو کہ یہ ہیں:

﴿وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ﴾ ''اور وہ خرچ کرے مال اس کی محبت کے باوجود' قرابت داروں' یتیموں' محتاجوں' مسافروں اور مانگنے والوں پر اور گردنوں کے چھڑانے میں۔''

مال کی محبت تو ہر شخص کے دل میں ہے:

﴿وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ⑧﴾ ''اور وہ مال و دولت کی محبت میں بہت شدید ہے۔''(العادیات:8)

اس محبت کے باوجود جو اللہ کی رضا کے حصول کی خاطر لوگوں کی فلاح کے کاموں میں اپنا مال خرچ کرتا ہے وہ نیک ہے۔ یہ ایک نیک انسان کا سب سے نمایاں وصف ہے۔ اگر یہ وصف نہیں ہے تو وہ نمازی اور پرہیز گار تو ہوسکتا ہے لیکن نیک نہیں ہوسکتا ہے۔ نیک وہی ہے جو ایمانیات پر ایمان لانے کے بعد خدمت خلق کے کاموں میں اپنا مال خرچ کر سکے۔ یہاں خدمت خلق کی تمام شکلیں ترتیب سے بتا دی گئی ہیں۔ یعنی رشتہ داروں میں اگر کوئی شخص ضرورت مند ہے تو سب سے پہلا حق اس کا ہے۔ لیکن ہمارے ہاں اگر کسی میں حاتم طائی کا جذبہ پیدا ہو بھی گیا تو وہ رشتہ داروں کو نظر انداز کرے گا۔ اس کی مختلف وجوہات ہوسکتی ہیں لیکن قرآن نے ترتیب بتائی ہے کہ اگر تم نے خدمت خلق کا کام کرنا ہے تو سب سے زیادہ مستحق تمہارے رشتہ دار ہیں۔ پھر یتیم ہیں۔ کیونکہ یتیم معاشرے کا سب سے زیادہ کمزور طبقہ ہیں۔ ان کو کما کر دینا والا کوئی نہیں ہے لہٰذا وہ محتاج ہیں۔ لہٰذا ان کی مدد کرنا بہت بڑا نیکی کا کام ہے۔ اس کے بعد مساکین ہیں۔ مسکین وہ شخص ہے جو بظاہر تو ٹھیک لگ رہا ہے لیکن دماغی یا اعصابی طور پر کمزور ہے، سو نقشے بناتا ہے لیکن کوشش کے باوجود اس کے حالات سدھر نہیں رہے، اس کے گھر کی ضروریات پوری نہیں ہو رہیں۔ اسے بھی اس معاشرے کا حصہ بنانا، اسے بھی ساتھ لے کر چلنا، یہ بہت بڑا نیکی کا کام ہے۔ پھر اس کے بعد مسافر ہیں۔ آج تو مسافروں کے لیے بہت سہولیات ہیں لیکن اس زمانے میں مسافر جب گھر سے نکلتا تھا تو اسے کچھ پتا نہیں ہوتا تھا کہ آگے کیا حالات پیش آنے ہیں۔ اپنے گھر میں وہ کتنا ہی دولت مند ہو لیکن جب سفر میں لوٹ لیا گیا تو اس کے بعد وہ بھی محتاج ہے۔ اب اس کی ضرورت کو پورا کرنا بھی نیکی ہے۔ اس کے بعد پھر سائلین ہیں۔ ہمارے دین کی تعلیمات میں ایک بیلنس ہے۔ ایک طرف مانگنے کی سخت مذمت کی گئی ہے کہ کسی کے آگے ہاتھ مت پھیلاؤ۔ حدیث میں بھی ہے کہ جو شخص مانگتا ہے اور اس کا عادی ہوگیا ہے اور اسی پر گزارا کر رہا ہے تو قیامت کے دن جس انداز میں وہ اٹھے گا وہ ایک عبرت کا نشان ہوگا۔ یہ ساری چیزیں اپنی جگہ ہیں لیکن عام مسلمانوں کو تلقین کی جا رہی ہے کہ سوال کرنے والے کو بھی کچھ نہ کچھ دو۔ جو آپ کے آگے آ کر دست سوال دراز کر رہا ہے، عزت نفس اپنی ہتھیلی پر رکھ رہا ہے تو کچھ نہ کچھ اس کو دے دو، خالی ہاتھ نہ لوٹاؤ۔ قرآن وحدیث سے ہمیں ایسی باتیں ملتی ہیں۔ اس کے بعد پھر غلاموں کو چھڑانا ہے۔ اس زمانے میں چونکہ غلامی کا عام رواج تھا، لوگوں کو غلام بنایا جاتا تھا، پھر بیچا جاتا تھا اور اس کو عیب نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اسلام نے اس عمل کی حوصلہ شکنی کی اور اس چیز کو encourage کیا کہ غلاموں کو پیسے دے کر آزاد کراؤ۔ یہ بہت بڑا نیکی کا کام ہے۔ آج کے دور میں اس کی شکل یہ ہوسکتی ہے کہ کوئی شخص اگر قرض کے بوجھ تلے دبا ہوا ہے اور اس کے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ وہ قرض ادا کر سکے۔ اس وجہ سے اس کی زندگی عذاب بنی ہوئی ہے۔ ایسے شخص کا قرض ادا کر کے اس کو اس عذاب سے نکالنا بھی آزادی دلانے کے مترادف ہے۔ یعنی نیک شخص کے اندر جو ظاہری اوصاف ہیں ان میں سب سے نمایاں وصف خدمت خلق کا کام ہے۔ یعنی دوسروں کی مدد کرنا، دوسروں کے ساتھ تعاون کرنا، یہ بہت بڑا خیر کا کام ہے۔

﴿وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ﴾ ''اور قائم کرے نماز اور ادا کرے زکوٰۃ' اور جو پورا کرنے والے ہیں اپنے عہد کو جب کوئی عہد کرلیں۔''

نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج سمیت جتنے دینی فرائض ہیں ان کو ادا کرنا بھی نیکی ہے۔ اسی طرح کوئی شخص کہے کہ میں نیک ہوں لیکن وہ عہد کی پاسداری نہیں کرتا تو وہ جھوٹا ہے۔ نیک شخص کے اندر لازماً یہ وصف ہوگا کہ جب وہ عہد کرے گا تو پورا کرے گا۔

﴿وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ۭ﴾ ''اور خاص طور پر صبر کرنے والے فقر وفاقہ میں' تکالیف میں اور جنگ کی حالت میں۔''

یہ سختی کئی طرح کی ہوسکتی ہے، مثلاً حالات کی سختی ہے، فاقہ کشی ہے، تکلیف ہے، بیماری ہے، کوئی زخم آ گیا ہے یا کوئی حادثہ ہوگیا ہے، اگر کوئی نیک ہے تو وہ اللہ کے دین کے غلبہ کے لیے، زمین پر اللہ کے نظام کو قائم کرنے کے لیے جہاد بھی کرے گا اور قتال کے مرحلے سے بھی گزرے گا۔ لہٰذا ان تمام صورتوں میں اللہ کی رضا کے لیے صبر کرنا بھی نیکی ہے۔

﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ۭ﴾ ''یہ ہیں وہ لوگ جو سچے ہیں۔''

یعنی اللہ کی نگاہ میں وہی لوگ نیک ہیں جن میں یہ اوصاف موجود ہوں۔ صرف وہی نیک ہونے کے دعوے میں سچے ہوسکتے ہیں۔

﴿وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ⑰﴾ ''اور یہی حقیقت میں متقی ہیں۔''

متقی وہی ہوتا ہے جس کے اندر اللہ کا خوف ہر وقت موجود ہو۔ ہر معاملے میں اس کو یاد رہتا ہو کہ اللہ دیکھ رہا ہے اور اللہ کی جو پسند ہے میں نے اس کے مطابق چلنا ہے۔ کسی بھی معاملے میں اللہ کی نافرمانی نہیں کرنی۔ تقویٰ بھی ہمارے دین کی ایک اہم اصطلاح ہے اور متقین کا بہت اونچا مقام ہے۔ مسلمان تو سب ہیں، منافقین بھی ہیں، کچے پکے مسلمان بھی ہیں۔ لیکن جنت میں وہی جائے گا جس کا نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا۔ قران میں سینکڑوں بار اس بات کا ذکر آیا ہے کہ جنت متقین کے لیے تیار کی گئی ہے۔ تو جو پیمانہ اس تفصیلی آیت کے اندر بیان ہوا ہے، اس پر جو پورا اُتر رہا ہے، اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کے نزدیک وہی نیک ہے، وہی متقی ہے۔ اس حوالے سے مزید مطالعہ ان شاء اللہ آئندہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں نیک بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

❁❁❁

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

## حرفے چند با اُمّتِ عربیہ 5 عالمِ عرب سے چند گزارشات

| | | |
|---|---|---|
| 15 | ایں ہمہ یک لحظہ از اوقاتِ او ست | یک تجلی از تجلیاتِ او ست |

(کردار کی یہ روشنی اور عشق وجنون کا یہ اظہار) آپ ﷺ کی صحبت میں ایک لمحہ گزارنے کی بدولت ملا اور یہ آپ ﷺ کا ایک جلوہ ہے

| | | |
|---|---|---|
| 16 | ظاہرش ایں جلوہ ہائے دلفروز | باطنش از عارفاں پنہاں ہنوز |

آپ ﷺ کے سراپا قرآنی کردار کا یہ دل رُبا ظاہری پہلو ہے اور آپ ﷺ کے باطنی اور روحانی کمالات عارفانِ حال سے بھی پوشیدہ ہیں

| | | |
|---|---|---|
| 17 | 'حمد بیحد مر رسولِ پاکؐ را | آں کہ ایماں داد مشتِ خاک را' |

اس رسولِ پاک ﷺ (جس نے اوپر والے اشعار میں بیان کردہ فضائل انسانوں کو عربوں کے ذریعہ سے عطا فرمائے) کی بے حد تعریف و ستائش ہے کہ جس نے مُشتِ خاک کو 'ایمان' کی روحانیت کی دولت بخشی

| | | |
|---|---|---|
| 18 | حق ترا برّاں تر از شمشیر کرد | سارباں را راکبِ تقدیر کرد |

اے عربو! (اس پیغمبر ﷺ کی آمد سے) اللہ تعالیٰ نے تمہیں تلوار سے زیادہ کاٹ دار قوم بنادیا اوراونٹوں کے چرواہوں کوتقدیر پرسوار ہونے والا بنادیا

15۔ اسلام اور حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات کے یہ نمونے آپ کے تربیت یافتہ لوگوں کی زندگیوں میں کردار کی روشنی اورعشق وجنون کے اظہار کا دوسرا نام ہے۔ کردار کی یہ پاکیزگی، تخیل کی یہ بلندی اور انسان دوست رویوں کا یہ گلدستہ آپ ﷺ کی معیت میں ایک لمحہ گزارنے کی بدولت ہی نصیب ہوا۔ آپ ﷺ کی یہ جلوت ان تجلیات کی مظہر تھی جو آپ انسانیت کے لیے دے کر مبعوث کے گئے تھے حسن کردار کی جھلکیاں اے عربو! تمہارے ذریعے ہی عالم پر آشکار ہوئی ہیں اور تم ہی اس امانت کے امین ہو۔

16۔ آپ ﷺ کا اخلاق اور جلوت قرآن ہی تھا اور یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ 'خلقش ہمے قرآن گشت'۔ آپ ﷺ کے اخلاق قرآن مجید کا ایک مجسم نمونہ تھا جسے شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور شعر میں "حَسُنَتْ جَمِیعُ خِصَالِہٖ" کہا گیا۔ آپ ﷺ کا ظاہر ہی اتنا دلکش اور دل رُبا تھا آپ کا باطن کیا تھا آپؐ کے ظاہر کی پاکیزگی سے آپ ﷺ کے باطن کے انوارات وکمالات کا سراغ ملتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ آپ ﷺ کے باطنی کمالات اور روحانی مقام امت مسلمہ کے عارفان حال سے بھی پوشیدہ ہے۔ بقول شخصے ع کئی ورلیا موتی تے تریاں۔ یا بقول اقبال: فلاسفہ اور اہل خرد تو 'اندر غبار ناقہ گم' ہیں جبکہ دست رومی بھی ابھی 'پردہ محمل' تک ہی پہنچ پایا ہے۔

17۔ اس رسول پاک اُمی ﷺ جو عربی تھے، کے کمالات کردار جو اوپر آئے ہیں وہ دنیا کو اے اہل عرب! تمہارے ذریعے ہی عطا ہوئے۔ ہمارے ہاں حمد ونعت کے الفاظ کی مستقل تقسیم ہے کہ 'حمد' اللہ تعالیٰ کی تعریف کے لیے مختص ہے اور آپ ﷺ کی شانوں کے بیان کے لیے 'نعت' کا لفظ مستعمل ہے یہاں علامہ اقبال نے 'حمد' لغوی معنی میں استعمال فرمایا ہے یہ شعر مشہور بزرگ شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جو یوں ہے ۔

حمد بے حد مر خدائے پاک را
آں کہ ایماں داد مشت خاک را

علامہ محمد اقبال نے اس شعر میں ذرا سا لفظی تصرف کر کے بعینہٖ وہی الفاظ آپ ﷺ کے لیے کہہ دیے ہیں جو استعارۃً صحیح ہیں۔

18۔ اے عالم عرب! تم خوش نصیب لوگ ہو۔ تمہارے اندر حضرت محمد ﷺ تشریف لائے۔ بقول اکبرالہ آبادی

ع یہ نصیب اللہ اکبر، لوٹنے کی جائے ہے!

اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسلام کی بدولت کاٹ ڈالنے والی شمشیر بنا دیا اور تم نے بھی قرونِ اولیٰ میں اسلام کی خدمت کا حق ادا کر دیا۔ بقول اقبال:

دشت تو دشت، دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیے گھوڑے ہم نے

آپ ﷺ کی بدولت حق تعالیٰ نے اے عربو! تمہیں اونٹوں کے چرواہوں کے مقام سے اُٹھا کر انسانی تقدیر کا راکب بنا دیا۔ بقول اقبال:

ماسوی اللہ کے لیے آگ ہے تکبیر تری
تو مسلماں ہو تو تقدیر ہے تدبیر تری

اے تہی از ذوق وشوق وسوز ودرد
می شناسی عصرِ ما با ما چہ کرد!
عصرِ ما ما را ز ما بیگانہ کرد
از جمالِ مصطفٰے ﷺ بیگانہ کرد

علامہ اقبال

# ان حالات میں جبکہ حکومتی سیاسی جماعت کے قائد نواز شریف کے بے شمار کیسز عدالتوں میں زیر سماعت ہیں، وزیر اعظم اور چیف جسٹس کی ملاقات سے شکوک و شبہات پیدا ہوں گے: ایوب بیگ مرزا

# یہ تاثر کبھی نہیں ہونا چاہیے کہ عدلیہ کا کسی سے کوئی تناؤ ہے۔ اگر ایسا ہو بھی جائے تو اس تاثر کو زائل کرنے کے لیے عدلیہ کو اپنے بے لاگ فیصلوں کا سہارا لینا چاہیے نہ کہ مفاہمت کا: ڈاکٹر غلام مرتضیٰ

## چیف جسٹس اور وزیر اعظم کی ملاقات کے موضوع پر

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

**سوال:** چیف جسٹس اور وزیر اعظم کی غیر معمولی ملاقات ہوئی ہے۔ کیا یہ عدلیہ کے ساتھ سیاسی ڈیل کی کوشش تو نہیں تھی؟

**ایوب بیگ مرزا:** پہلی بات یہ ہے کہ یہ ملاقات ہرگز نہیں ہونا چاہیے تھی۔ جب لیاقت علی خان وزیر اعظم تھے تو اس وقت میاں عبدالرشید سپریم کورٹ کے چیف جسٹس تھے۔ لیاقت علی خان نے انہیں ملنے کی دعوت دی تو انہوں نے جواب میں خط لکھا کہ چونکہ حکومت کا ایک مقدمہ میری عدالت میں زیر سماعت ہے اس لیے میں یہ دعوت قبول نہیں کرسکتا۔ حالانکہ وہ مقدمہ لیاقت علی خان کے خلاف نہیں تھا بلکہ تمام انتظامیہ کے خلافت تھا۔ آج دنیا میں جدید عدلیہ کا تصور ہے کہ جب کوئی ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ کا جج بنتا ہے تو اس کی زندگی بڑی تنہا ہو جاتی ہے۔ وہ اپنے رشتہ داروں میں بھی بڑی احتیاط کے ساتھ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض جج حضرات کہتے ہیں کہ جب وہ سیاسی کیس سن رہے ہوتے ہیں تو وہ اخبار بھی نہیں پڑھتے تاکہ مختلف بیانات سے وہ متاثر نہ ہوں۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ جج بہت کم بولتے ہیں بلکہ ان کے فیصلے بولتے ہیں۔ لیکن ہمارے ہاں انوکھا معاملہ ہے کہ جج باقاعدہ پریس بریفنگ اور میڈیا میں بیانات دے رہے ہوتے ہیں۔ دنیا میں عدالتی فیصلے پر تنقید تو ہوتی ہے لیکن کسی جج کی ذات کو ہدف تنقید نہیں بنایا جاتا ہے لیکن یہاں تو جج کی ذات پر حملے کیے جاتے ہیں۔ جہاں تک کسی ڈیل کا سوال ہے تو ظاہر ہے ان کے درمیان کوئی تیسرا آدمی نہیں تھا لہٰذا کچھ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ ان کے درمیان کیا گفتگو ہوئی ہے۔ چونکہ حکومتی سیاسی جماعت کے قائد نواز شریف صاحب کے بے شمار کیسز عدالتوں میں زیر سماعت ہیں اور وزیر اعظم عباسی بھی یہ کہہ چکے ہیں کہ میں وزیر اعظم نہیں ہوں بلکہ اصل وزیر اعظم نواز شریف ہیں۔ تو ایسی صورت حال میں وزیر اعظم اپنی درخواست پر چیف جسٹس سے ملنے جاتے ہیں اور دو گھنٹے تک ان سے ملاقات کرتے ہیں تو شکوک و شبہات تو پیدا ہوں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ملاقات سے حکومت اور چیف جسٹس دونوں کے لیے مشکلات پیدا ہوں گی۔ چیف جسٹس کے لیے اب کوئی

**مرتب: محمد رفیق چودھری**

آسان کام نہیں رہا کہ وہ حکومتی پارٹی کو کوئی ریلیف دیں۔ اگر چیف جسٹس کوئی جائز ریلیف بھی دیتے ہیں تو اس پر تنقید ہوگی۔ اسی طرح اگر حکومت کسی معاملے میں پیچھے ہٹتی ہے اور میاں نواز شریف اپنے موقف (بیانیہ) سے پیچھے ہٹتے ہیں تو لوگ یہی سمجھیں گے کہ عدلیہ کے خلاف حکومت نے اپنی زبان بند رکھنے کا فیصلہ اس لیے کر لیا ہے کہ کہیں حکومت کے خلاف فیصلے نہ آجائیں۔ لہٰذا یہ ملاقات دونوں کے لیے نقصان دہ ثابت ہوگی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کی ملاقات جمہوری روایات کے خلاف ہے۔

**سوال:** کافی دنوں سے عدلیہ اور حکومت کے درمیان ایک تناؤ کی سی کیفیت تھی۔ کیا اس ملاقات سے اس تناؤ میں کچھ کمی آئے گی یا شکوک و شبہات زیادہ پیدا ہوں گے؟

**ڈاکٹر غلام مرتضیٰ:** ہمارے ہاں ادارے بتدریج تباہ ہو رہے ہیں۔ انتظامیہ، عدلیہ اور مقننہ کسی ریاست کے اہم ستون ہوتے ہیں لیکن ہم نے پچھلے ستر سالوں میں ان کو تباہ کیا۔ ان کو تباہ کرنے میں ہمارے عوام اور سیاستدان سب کے سب شامل ہیں۔ عدلیہ ایک قابل احترام ادارہ ہے کیونکہ اس نے فیصلے کرنے ہوتے ہیں یعنی عدل کرنا ہوتا ہے۔ پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے اسلام نے تو ایک عادلانہ نظام دیا ہے۔ خلافت راشدہ میں اس نظام کی برکات پورے طور پر نکھر کر سامنے آئیں۔ ایسی مثالیں بھی ملتی ہیں کہ کسی قاضی نے خلیفۂ راشد کا عدالت میں اکرام کیا تو اسے اس بنیاد پر معزول کر دیا گیا۔ کیونکہ اسلامی نظام عدل میں ایک خلیفۂ راشد اور ایک عام آدمی کے درمیان کوئی فرق نہیں ہوتا۔ وہ عدلیہ کی نگاہ میں برابر ہوتے ہیں۔ ہمارے ہاں پچھلے سال عدلیہ نے سابق وزیر اعظم کے خلاف فیصلہ دیا اور انہیں نااہل کر دیا۔ جس پر عام تاثر یہ دیا جا رہا ہے کہ عدلیہ نے انتقامی کارروائی کی ہے اور سابق وزیر اعظم، ان کی دختر اور ان کے پارٹی کے دوسرے لیڈر عدلیہ کی توہین اور تضحیک کر رہے ہیں۔ ایک راہنما (نہال ہاشمی) نے پہلے بدزبانی کی جس پر انہیں سزا ہوئی اور جیل گئے۔ لیکن جیل سے نکلتے ہی پھر اس طرح کی زبان استعمال کی کہ دوبارہ عدالت میں پیش ہونا پڑا اور معافی مانگی۔ دوسری طرف ہماری عدلیہ کی ماضی میں جو کارکردگی رہی ہے اس کی وجہ سے عام تاثر یہی رہا ہے کہ ہماری عدالتیں ڈکٹیشن لیتی رہی ہیں۔ پی سی او، نظریہ ضرورت وغیرہ فارمولے بنتے رہے۔ حالیہ ملاقات سے بھی عدلیہ اور انتظامیہ دونوں اداروں کو نقصان ہوگا۔

**سوال:** یہ ازلی قانون ہے کہ دو شخصیات یا دو اداروں کے درمیان اگر کوئی تنازع ہو جائے تو وہ بات چیت سے حل ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر جنگیں بھی ہو جائیں تو آخر میں معاملہ بات چیت سے ہی حل ہوتا ہے۔ اگر ان دو اداروں (مقننہ اور عدلیہ) کے سربراہ مل بیٹھیں ہیں تو اس میں بری بات کون سی ہے؟

**ڈاکٹر غلام مرتضیٰ:** آپ کی بات اس حد تک تو ٹھیک ہے کہ بات چیت سے مسائل کو حل ہونا چاہیے۔ لیکن جب ایک طرف فریق عدلیہ ہو تو پھر مفاہمت نہیں ہوتی۔ کہا جاتا ہے کہ اگر عدلیہ کا کوئی مسئلہ ہو تو وہ انتظامیہ کو حکم دے سکتی ہے کہ عدلیہ کے یہ مسائل ہیں جن کی وجہ سے عدالتیں ٹھیک طرح سے کام نہیں کر سکتیں لہٰذا انتظامی امور ٹھیک کیے جائیں۔ اسی طرح انتظامیہ کا کوئی مسئلہ ہو تو وہ عدالت میں جائے اور وہاں سے فیصلے مانگے۔ لیکن عدلیہ کے ساتھ مفاہمت کا معاملہ بالکل مناسب نہیں۔

**ایوب بیگ مرزا:** آپ نے کہا کہ اگر جنگیں بھی ہو جائیں تو آخر میں مذاکرات سے ہی معاملہ حل ہوتا ہے۔ لیکن عدلیہ کا معاملہ اور ہے۔ عدلیہ سے اگر انتظامیہ ون ٹو ون بات کرتی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ قانون یا آئین سے ہٹ کر کوئی بات ہو رہی ہے۔ مثال کے طور پر اگر عدلیہ میں اصلاحات کا معاملہ تھا تو یہ اصلاحات پہلے سامنے لائی جاتیں اور ان پر عدلیہ کی رائے لی جاتی۔ اس کے لیے قانونی طریقے موجود ہیں۔ یہ اصلاحات عدلیہ کو تحریری طور پر بھیجی جا سکتی تھیں یا انہیں سپریم جوڈیشل کونسل کے سامنے پیش کیا جا سکتا تھا۔ لیکن ون ٹو ون ملاقات ہمیشہ give and take کے لیے ہوتی ہے۔ جبکہ عدلیہ کے معاملے میں give and take کا مطلب ہی یہ ہوتا ہے کہ عدلیہ عدل سے دستبردار ہو رہی ہے۔

**سوال:** ملاقات کا اعلامیہ یہ سامنے آیا ہے کہ آئندہ عام انتخابات، نئی حلقہ بندیاں اور نگران سیٹ اپ زیر بحث آئے۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ ان موضوعات کے علاوہ وزیر اعظم صاحب نے اپنے لیڈر کے لیے رحم کی اپیل نہیں کی ہو گی؟

**ڈاکٹر غلام مرتضیٰ:** الیکشن کے بارے میں قوانین لکھے ہوئے ہوتے ہیں کہ الیکشن کس طرح ہوں گے۔ اگر اس میں کوئی مشکل پیش آ رہی ہے یا کوئی آئینی الجھن پیدا ہو رہی ہے، جس کی انتظامیہ تشریح چاہ رہی ہے تو وہ بطور کیس ایک پٹیشن لے کر عدالت کے پاس جائے اور عدالت اس پر فیصلہ دے۔ یہ نہیں کہ مفاہمت کے لیے مذاکرات ہو رہے ہوں۔ بنیادی طور پر یہ چیف الیکشن کمیشن کا کام ہے اور وہ آزاد ادارہ ہے۔ اگر الیکشن کمیشن کو بھی کوئی مسئلہ پیش آ رہا ہے تو وہ بھی عدالت میں ایک پٹیشن دائر کرے گا اور عدالت سے راہنمائی لے گا۔

**سوال:** جب نواز شریف وزیر اعظم تھے اور جنرل راحیل شریف آرمی چیف تھے تو کافی عرصہ تک ان کے درمیان ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ جس کی وجہ سے میڈیا میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئی تھیں۔ لیکن جب ملاقات ہو گئی تو سب چپ ہو گئے۔ اسی طرح اگر ان دونوں نے ملاقات کر لی تو کیا اچھا نہیں ہو گیا؟

**ایوب بیگ مرزا:** اصولی طور پر، قانونی طور پر، سیاسی طور پر آرمی چیف اور تمام محکمہ دفاع وزیر اعظم کے ماتحت ہے۔ وہ اپنے ماتحت کو روزانہ بلالے تب بھی ٹھیک ہے، پورا سال نہ بلائے تب بھی ٹھیک ہے۔ لیکن عدلیہ ایک بالکل آزاد ادارہ ہے جو کسی کے ماتحت نہیں۔ لہٰذا ان کی ملاقات مسائل کھڑے کرے گی۔ جب دوسری جنگ عظیم شروع ہوئی تھی تو برطانوی وزیر اعظم چرچل چیف جسٹس سے ملاقات کے لیے گئے اور ان سے تین منٹ اوپن ملاقات کی۔ چرچل نے پوچھا کہ کیا ہماری عدالتیں انصاف دے رہی ہیں۔ چیف جسٹس نے کہا کہ ہاں ہماری عدالتیں انصاف دے رہی ہیں۔ اس پر چرچل نے کہا کہ تو پھر جنگ ہم جیتیں گے۔ یعنی یہ ملاقات میڈیا کے سامنے ہوئی تا کہ عوام کو بتایا جائے کہ ہماری جیت کی اصل بنیاد کیا ہو گی۔ یہ عوام کو بتانے کا ایک بہت اچھا انداز تھا۔

**سوال:** جب سے نواز شریف کے خلاف فیصلہ آیا ہے تو انہوں نے عدلیہ کے خلاف ایک محاذ کھڑا کیا ہوا ہے لیکن شہباز شریف کا موقف ہے کہ اداروں کے درمیان تصادم نہیں ہونا چاہیے۔ کیا اس ملاقات سے شہباز شریف کے حق میں بات نہیں جائے گی اور نواز شریف کے بیانیہ پر زد نہیں پڑے گی؟

**ایوب بیگ مرزا:** نواز شریف کے بیانیہ پر اثر تو پڑا ہے۔ آپ نے نوٹ کیا ہو گا کہ پچھلے ہفتے سے عدلیہ پر تنقید میں کمی آئی ہے اور دوسری طرف پیپلز پارٹی سے بھی انہوں نے میموگیٹ سکینڈل کے معاملے میں معافی مانگ لی ہے۔ لہٰذا نواز شریف کا انداز بتا رہا ہے کہ وہ اپنے لیے کوئی این آر او حاصل کرنا چاہ رہے ہیں یا کوئی نہ کوئی ریلیف حاصل کرنا چاہ رہے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ادارے ایک آدمی کو فائدہ پہنچانے کے لیے آئین یا قانون میں کوئی ترمیم کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سیاسی حکومت نے اپنے لیے بڑا مسئلہ پیدا کر لیا ہے۔ ایک طرف انہوں نے صاف عندیہ دیا تھا کہ اگر وہ سینٹ کے الیکشن جیت گئے تو وہ دو کام کریں گے۔ ایک ججز کی عمر کم کر دیں گے جس سے پہلے تین جج صاف ہو جائیں گے۔ باقی ججوں کو وہ بہتر سمجھتے ہیں۔

**سوال:** تین ججوں کو فارغ کرنے سے عدلیہ ختم نہیں ہو سکتی تھی یا عدل و انصاف تو ختم نہیں ہو سکتا تھا۔ اگر ایسا ہو بھی جاتا تو انہیں تھوڑا بہت ہی ریلیف ملتا؟

**ایوب بیگ مرزا:** حدیبیہ پیپرمل کا جو فیصلہ آیا ہے اس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے یہ تینوں جج دوسرے ججوں کے برعکس ذہن رکھتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کچھ جج ایسے ہیں جن کی موجودہ حکومت سے ذہنی ہم آہنگی ہے۔ چودھری اعتزاز احسن نے کہا کہ میری زندگی میں چار بدترین فیصلے آئے ہیں۔ ان میں سے ایک حدیبیہ پیپر ملز کا فیصلہ ہے۔ بہر حال میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سینٹ میں ناکامی کے بعد ان کی پوزیشن زیادہ کمزور ہو گئی۔ اس لیے اب ایسی ملاقاتیں شروع کر دیں۔

**ڈاکٹر غلام مرتضیٰ:** ویسے جس پارٹی کی اکثریت ہے اس کا جمہوری حق ہے کہ وہ آئین میں تبدیلی کر دے لیکن آئین میں کچھ چیک اینڈ بیلنس بھی رکھے جاتے ہیں اور آئین کو متوازن بنایا جاتا ہے اور پھر آئین میں صرف اکثریت کی بنیاد پر تبدیلی کر لینا کوئی بہتر جمہوری طریقہ نہیں ہے۔ ہمارے ہاں جمہوریت کی بات ضرور ہوتی ہے لیکن جمہوری روایات کی بات نہیں ہوتی۔

**ایوب بیگ مرزا:** اصل میں ہمارے تمام حکمران چاہے وہ فوجی ہوں یا سول، اپنی ذات کو بنیاد بنا کر قانون سازی کرتے ہیں کہ میرا فائدہ کس قانون سازی میں ہو گا۔ شریف برادران نے اس معاملے میں ڈاکٹریٹ کی ہوئی ہے اور یہ اس معاملے میں سب سے آگے ہیں۔ مثال کے طور پر یہ قانون بنایا گیا کہ جو رکن اسمبلی اپنی پارٹی کے صدر کے خلاف یا پارٹی کے خلاف کوئی ووٹ دے گا اس کی سیٹ ختم ہو جائے گی۔ لہٰذا ہر رکن اسمبلی ان کا محتاج ہو گیا۔

**سوال:** ہماری چھوٹی بڑی عدالتوں میں لاکھوں کیسز زیر التوا ہیں۔ ان حالات میں ہمارے چیف جسٹس سیاسی

نواز شریف کا انداز بتا رہا ہے کہ وہ اپنے لیے کوئی این آر او حاصل کرنا چاہ رہے ہیں یا کوئی نہ کوئی ریلیف حاصل کرنا چاہ رہے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ادارے ایک آدمی کو فائدہ پہنچانے کے لیے آئین یا قانون میں کوئی ترمیم کریں گے۔

کیسز کو زیادہ ترجیح دے رہے ہیں۔ علاوہ ازیں وہ ہاسپٹلز کا دورہ بھی کر رہے ہیں، وہ سیاسی ملاقاتیں بھی کر رہے ہیں۔ کیا ان معاملات میں پڑ کر وہ اپنے ادارے کی ساکھ کو نقصان نہیں پہنچا رہے؟

**ایوب بیگ مرزا:** عدالت میں جو کیسز زیر التوا ہیں ان کی ساٹھ ستر فیصد ذمہ داری عدلیہ پر ہی ہوتی ہے۔ لیکن ہمارے ہاں جس طرح کا نظام ہے اس میں انتظامیہ بھی بہت حد تک ذمہ دار ہے۔ کیونکہ کیسز کو لمبا کرنے کے لیے تاخیری حربے زیادہ تر انتظامیہ کے لوگ استعمال کرتے ہیں۔ عدلیہ کہتی ہے کہ ہمیں مزید ججوں کی ضرورت ہے لیکن انتظامیہ کہتی ہے کہ ہمارے پاس فنڈز نہیں۔ کیونکہ ایک جج 12 لاکھ روپے ماہوار پڑتا ہے۔ لہٰذا اتنا آسان نہیں ہے۔ بنیادی طور پر ہماری قومی سطح پر یہ عادت بن گئی ہے کہ اپنا کام کرو یا نہ کرو لیکن دوسروں کے کام میں ٹانگ ضرور اڑاؤ۔

**ڈاکٹر غلام مرتضیٰ:** عدلیہ کے پاس جو کیسز ہیں اسے پہلے وہ نمٹانے چاہئیں۔ اس حوالے سے عدلیہ میں جو کمزوریاں ہیں ان کو دور کرنا چاہیے۔ لیکن دوسری طرف کوئی سائل اگر صاف پانی کا مسئلہ لے کر عدلیہ میں جاتا ہے تو تب بھی یہ تاثر نہیں ملنا چاہیے کہ عدلیہ کسی خاص صوبے کے لوگوں کو اہمیت دے رہی ہے۔ یعنی تاثر شفافیت کا بننا چاہیے کہ یہ عوام کے مفاد میں ہے کسی شخصیت یا کسی ذات کے خلاف فیصلہ نہیں ہے۔

**سوال:** آپ کے خیال میں ملاقات نہیں ہونی چاہیے تھی۔ لیکن ملاقات تو ہوگئی۔ کیا اس ملاقات سے روشنی کی کوئی کرن نظر آرہی ہے یا نہیں؟

**ایوب بیگ مرزا:** ان کا آپس میں تناؤ تو کم ہو جائے گا لیکن ساتھ دونوں اداروں کا عزت و احترام بھی کم ہو جائے گا۔ اول تو تناؤ ہونا ہی نہیں چاہیے۔

**ڈاکٹر غلام مرتضیٰ:** یہ تاثر کبھی نہیں ہونا چاہیے کہ عدلیہ کا کسی سے کوئی تناؤ ہے۔ اگر ایسا ہو بھی جائے تو اس کو زائل کرنے کے لیے عدلیہ کو اپنے فیصلوں کا سہارا لینا چاہیے اور وہ فیصلے سب کے لیے بے لاگ ہونے چاہییں۔ کسی فیصلے میں کسی خاص شخصیت یا کسی خاص ادارے کا حوالہ نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ جتنے بھی کیسز کے فیصلے ہوں ان کے بارے میں لوگ یہی کہیں کہ ہاں انصاف ہوا ہے۔ ❁❁❁


قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔



## رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ ”قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر 2 فیصل آباد“ میں

22 تا 28 اپریل 2018ء (بروز ہفتہ نماز عصر تا جمعۃ المبارک)

## مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

**نوٹ** ملتزم تربیتی کورس میں مندرجہ ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔
رفقاء اِن موضوعات پر دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:-
☆ جہاد فی سبیل اللہ ☆ اسلام کا انقلابی منشور

**اور**

27 تا 29 اپریل 2018ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار)

## امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اور امراء و نقباء متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

**المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 79-35473375(042)**



## کتابچہ ”خلاصہ تعلیمات قرآن“ کی مفت فراہمی

قرآنی تعلیمات کا خلاصہ جاننے اور ماہِ رمضان المبارک کے دوران پیغام قرآن کو عام کرنے کے لیے
پروفیسر محمد یونس جنجوعہ کا مرتب کردہ کتابچہ

## ”خلاصہ تعلیمات قرآن“

درج ذیل پتہ پر مفت دستیاب ہے:

**مکتبہ خدام القرآن (سیل پوائنٹ)**

**قرآن اکیڈمی 36۔ کے ماڈل ٹاؤن 042-35869501-3**

**نوٹ:** بذریعہ ڈاک منگوانے کی صورت میں 10 روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیجیں

# نسوانیت کی موت

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

آج پوری دنیا ہر سطح پر ابتری اور خلفشار کا شکار ہے۔ ہر جا بے چینی، بے قراری، نفسیاتی عوارض روز افزوں ہیں۔ پوری دنیا ہی جھگڑوں، سر پھٹول اور جنگوں کا جہنم زار ہے۔ گھر، خاندان ہوں، دفاتر، کاروبار ہوں، سیاسی جماعتیں ہوں یا اقوام...... کھینچا تانی، آپا دھاپی، گراپٹخ ہی کے مناظر ہیں۔ عالمی سطح پر جنگوں میں درندگی، انسانی اقدار کی تباہی کسی بھی ذی حس، ذی شعور کے ہوش گم کر دینے کے لیے کافی ہے۔ انسان کو انسان کے ہاتھوں پہنچنے والے دکھ اور اذیتیں ناقابل بیان، ناقابل یقین ہیں۔ خودکشی بات بے بات ارزاں موت بانٹ رہی ہے۔ خودکشی کرنے والے حالات کے ہاتھوں مجبور معذور ہی نہیں...... بلکہ ترقی یافتہ ترین ممالک (جاپان، امریکہ) میں وہ لوگ کر رہے ہیں جو مال، دولت، شہرت، تعلیم کی معراج پر پہنچ کر اندرونی خلا، عدم سکینت کے ہاتھوں اپنی جان لے لیتے ہیں۔ انسانیت موت کی بھینٹ چڑھ رہی ہے۔ کتوں، بلیوں، مچھلیوں، بندروں کے حقوق کے غم میں احساسات کی شدت رکھنے والے تو بہت ہیں۔ انبوہ در انبوہ انسانوں کو خوفناک کیمیائی، نیوکلیئر اثرات کے حامل وسیع تباہی پھیلانے والے بموں، وحشیانہ قتل عام، بستیاں جلانے، ان میں بچوں کو پھینکنے پر بے قرار ہو کر اٹھنے والے نظر نہیں آتے۔ درندوں کا ہاتھ پکڑنے والے موجود نہیں۔ بلکہ عالمی قیادت (G7) یکجا ہو کر درندگی کی پشت پناہی کی منصوبہ بندی کرتی ہے!

یہ تمہید طولانی یوں ہے کہ اس تمام کی وجہ عورت ہے! ٹھہریے...... صبر کیجیے! یہ نہ کہیے کہ عورت کو ہر معاملے میں موردِ الزام بنانا، دوش دینا خود کتنا بڑا ظلم ہے۔ نہیں! بقول اقبال ؎

قصور زن کا نہیں ہے کچھ اس خرابی میں
......بلکہ......
فساد کا ہے فرنگی معاشرت میں ظہور

عورت خود ایک کٹھ پتلی بن چکی ہے۔ ہوس پرست مردوں اور عالمی حیا باختگی کے بزرجمہروں نے گزشتہ دو صدیوں سے انسانیت کو اس عورت سے بتدریج محروم کیا ہے جو 'مادرِ انسانیت' تھی۔ آج بن ماں کے رل رل کر سسک سسک کر ٹھوکریں کھا کر پلتے انسانوں کی تشنہ، ناپختہ، کج، نفسیاتی عوارض کی ماری شخصیت کے ہاتھوں دنیا ابتر ہوئی پڑی ہے۔ انسانی بچہ سب سے زیادہ محنت، توجہ، بے پناہ محبت، شفقت اور نرم گرم گود کا محتاج ہوتا ہے۔ اسے شیور چوزے کی طرح بلبوں کی روشنی، مصنوعی خوراک اور ٹیکوں کے ذریعے پال پوس کر چھوڑ دینا ممکن نہیں۔ انسانی خمیر گوندھ کر ایک صاحب کردار، اعلیٰ اقدار کا فرد تیار کرنے کے لیے بے پناہ عرق ریزی، خون جگر، صبر و ایثار درکار ہوتا ہے۔ مضبوط محفوظ گھر کی چار دیواری میں ہمہ گیر ہمہ پہلو محبت، دلدہی گھونٹ گھونٹ اندر اترتی ہے...... پاکیزہ گفتگو، مہذب آوازوں، اخلاق و کردار کی مہک ننھے بچے کے کانوں اور مساموں تک سے اندر جگہ بناتی ہے۔ آنکھیں پاکیزہ مناظر سے روشنی پاتی ہیں۔ لقمۂ حلال جزوِ بدن بنتا ہے۔ گرد و پیش موجود ہر انسانی رشتہ پوری یکسوئی اور یک رنگی سے بچے کو پروان چڑھانے میں ہم آہنگ ہو۔ معاشرہ بھی ہمنوائی کرے۔ اخلاق و کردار کی آکسیجن فراواں ہو تو انسان پرورش پاتے ہیں۔ دم گھونٹ کر رکھ دینے والی بے جہت، بے مقصد لا ابالی فضاؤں، موسیقی کی تانوں، تیز جھگڑالو بلند آہنگ آوازوں کے تیر و تفنگ کے ہنگامے نفسانی خواہشات کے بگولوں میں بچہ نہیں پل سکتا۔ شیاطین جنات کی اولادیں تو پل بڑھ کر سرکشی کے جھکڑ چلا سکتی ہیں۔ مذہب شائستہ، متحمل، نرم خو، متوازن، باکردار، مضبوط انسانوں کی دنیا پروان نہیں چڑھا سکتی۔

معاشروں کی راہبری کرنے والے، رہتی دنیا تک کے لیے روشنی کا مینار بننے والے انسانوں کی جو فراوانی مسلم تاریخ کا قابل فخر سرمایہ ہے، اس کی نظیر دنیا پیش کرنے سے قاصر ہے۔ جس کام کا آغاز وحی الٰہی کی روشنی میں حضرت محمد ﷺ کی جانفشانی، دلسوزی، دنوں کی تپش اور راتوں کے گداز سے ہوا تھا، اسے امت کی ماؤں نے ہاتھوں ہاتھ لے کر شخصیت سازی کا بیڑہ اٹھایا تھا۔ جس کے لیے اسلام نے عورت کو بے پناہ تحفظ، تقدس اور احترام دیا تھا۔ اس کے قدموں تلے جنت رکھی تھی۔ شرف میں مشت ثریا سے بڑھ کے خاک اس کی! انسانی صفات سے لہلہاتی سرسبز و شاداب فصل جو صورت صحابہؓ و صحابیاتؓ (رضوان اللہ علیہم) اٹھی تھی وہ رہتی دنیا تک کے لیے سیرت سازی کا نمونہ فراہم کر گئی تھی۔ مسلم گھرانے بچے کی اٹھان، تعلیم و تربیت، کردار سازی کے گہوارے بن گئے تھے۔ گئے گزرے ادوار میں بھی یکا یک کوئی تراشا ہوا ہیرا سامنے آتا اور منظر بدل جاتا۔ مال و دولت کی فراوانیوں اور حب دنیا میں ڈوبتی ابھرتی بنوامیہ میں عمر بن عبدالعزیز اٹھتے ہیں اور ہوائیں فضائیں اس کردار کی خوشبو سے مہک اٹھتی ہیں۔ کبھی نور الدین زنگی اور صلاح الدین ایوبی جیسے رجال امت کی تقدیر بدلنے کو میسر آجاتے ہیں۔ غرض ہر ہر آبادی سے اسی نبوی ﷺ فارمولے کے تحت انسان سازی بروئے کار آتی رہی اور بہار کے مناظر لہلہا اٹھتے رہے۔

یہ تو دورِ حاضر کی حرماں نصیبی کہ دنیا بھر میں بلا شرکت غیرے اقتدار و اختیار ایسے گروہوں، ٹولوں، مافیاز کے ہاتھ آ گیا کہ انسان بنانے کی فیکٹریوں پر تالے پڑ گئے۔ اس فیکٹری کا کارپرداز، سپروائزر (عورت) ہر جگہ موجود ہے۔ چوراہے پر ٹریفک کنٹرول کرنے، دکان پر سوداگری کرنے، ٹیلی ویژن، سکرین پر دل لبھانے سے لے کر سیاست کی گدی پر جوڑ توڑ کرنے، ہوائی جہازوں سے چھلانگ لگانے تک! نہیں موجود...... تو قرار اور وقار سے ٹک کر انسان سازی جیسی اعلیٰ و ارفع، نفع بخش اہم ترین ذمہ داری سے طویل رخصت لیے غائب ہے! خود بھی بے در، بے گھر، بے سکون، انسانی معاشرے بھی تباہی کا شکار!

یہ سفر مغرب طے کرتا کراتا آج آخری انتہا پر کھڑا ہے۔ عورت کو خود بھی بند گلی کا سامنا ہے۔ مغربی مرد نے عورت کو اتنا عریاں، اتنا سستا، اتنا فراواں ہر جگہ میسر ٹکے بھاؤ کر دیا کہ اب خود مرد کا بھی دل چڑھ گیا، بیزار ہو گیا ہے۔ ہر جا کھڑی سر چڑھی برابری کی دعوے دار مردانہ وار عورت اپنی کشش کھو چکی ہے۔ ان معاشروں میں نسوانی

عورت موجود نہیں۔ مردوں پر مشتمل آبادیاں ہیں ساری۔ حقیقی مرد اور مصنوعی مرد۔ پیدائشی مردانہ صفات سے متصف مرد اور محنت سے رگ پٹھے بنا کر مردانہ لباس میں ملبوس مردانہ عورت۔ یا اعصاب شکن فاحشہ، برہنہ عورت! معاشرہ اپنا حسن، رنگ روپ، مٹھاس، مروت، ایثار، تحمل، برداشت، نرمی، شفقت و رافت کھو چکا ہے۔ معاشرے کا ایک خوبصورت منظر ننھے منے ہر عمر کے بچے ہوا کرتے ہیں، جو ماحول میں راحت، زندگی اور امید بھر دیتے ہیں۔ چہچہاتے، کھلکھلاتے بچے، بھاگتے دوڑتے، کلکاریاں بھرتے۔ ان کی جگہ پورے منظر پر کتے چھا چکے ہیں۔ غراتے، بھونکتے، دم ہلاتے، رال ٹپکاتے! وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ! اس رنگ میں کتے بھنگ ملا چکے ہیں۔ تصویرِ کائنات انسانیت کے بہتے خون سے لال بھبھوکا ہو چکی۔ جابجا انسانوں کی جلی ہوئی، بموں سے بھنبھوڑی لاشیں پڑی ہیں!

گورے نے عورت کو جو سفر کروایا اس میں وہ مامتا کے مقام سے نکل کر مرد کی سفلی ضروریات میں رگیدی جاتی کمفرٹ گرل بھی بنی۔ عالمی جنگوں کا یہ کریہہ چہرہ تاریخ کے صفحات سیاہ کرتا رہا۔ یہ وہ ترقی یافتہ، نام نہاد مہذب مغربی معاشرے تھے (بشمول جاپان) جنھوں نے انسانیت کے منہ پر کالک ملی۔ عالمی جنگوں میں صرف کروڑوں انسانی جانوں کا خون ہی نہیں کیا، عورت بھی بے طرح پامال ہوئی۔ مگر اب وہ اس درجہ نا مطلوب ہوئی کہ اس کی جگہ کمفرٹ (آرام، سکون، راحت بخش!) کتوں نے لے لی ہے۔ لاس ویگس امریکہ میں حال ہی میں ایک باؤلے امریکی نے گولیوں کی بوچھاڑ سے امریکی میوزیکل کنسرٹ میں مار دیے تھے۔ جو بچ نکلے، نیز مجروحین (نفسیاتی، جسمانی) کی تسلی، تشفی، راحت کے لیے چرچ نے کمفرٹ کتے بھیجے جو چوم چاٹ کر انسانوں کو تسکین پہنچائیں گے۔ اس سے انسانیت کی کسمپرسی، خللِ دماغی (بھیجنے والے اور جن کے لیے بھیجے گئے) کا ایکسرے سامنے آ گیا۔ چرچ کے پاس بھی خدا، دعا، نبوی ہدایت کی مرہم، کوئی جیتا جاگتا پیغام نہ تھا۔ صرف کتوں کی عف، عف تھی! جب عورت عفیف نہ رہے تو انسانیت کا ایسا ہی کف آلود فالودہ بنتا ہے۔

عورت کو صنعتی انقلاب کے بعد معاشی زندگی کی دوڑ میں مغرب نے لاکھڑا کیا۔ گھر کا کارخانہ خود کار بنانے کے لیے ایجادات، مصنوعات کے ڈھیر لگا دیے۔ چولہے چکی کے غم سے نکال کر تمام گھریلو امور مشینی بنا دیے۔ خود عورت کو گھر بچوں سے باہر کی دنیا میں پیسہ کمانے، ضمناً دل لبھانے کی مشین بنا دیا۔ باورچی خانے میں فریج، مائیکرو ویو اوون، بجلی کے، گوندھنے، پیسنے، مالیدہ بنانے منٹوں میں کٹی سبزی کے ڈھیر لگانے کے آلات ہمہ نوع لا سجائے۔ بازاروں میں کٹی کٹائی جمی ہوئی فروزن سبزیاں، پکے ہوئے کھانے، چٹنیاں، روٹیاں، ڈبل روٹیاں، بند، برگر، پیزے، پراٹھے سب ارزاں ہوئے۔ کپڑے، برتن دھونے کی مشینیں فرطِ محبت سے عورت کی نذر کیں اور کہا کہ بس تم گھر سے نکل آؤ۔ میرے ساتھ رہو...... جدھر نظر اٹھاؤں...... وجودِ زن کا رنگ آنکھوں کو رونق بخشے۔ میں خوراک کے ذائقے کی کمی برداشت کر لوں گا۔ کپڑے مشین میں خود دھو لوں گا۔ کاموں میں ہاتھ بٹا دوں گا۔ تم میرے ساتھ رہو ترقی اور آزادی، حقوقِ نسواں اور مساوات کے رنگ رنگیلے ناموں پہ آزادیٔ نسواں پروان چڑھی۔ بلکہ پھریرے لہراتی پوری دنیا پر چڑھ دوڑی۔ سوائن فلو کی طرح متعدی بیماری بن کر زندہ معاشروں میں موت تقسیم کرنے لگی۔

تہذیبِ فرنگی ہے اگر مرگِ امومت
ہے حضرتِ انساں کے لیے اس کا ثمر موت
جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اسی علم کو اربابِ نظر موت

اربابِ نظر تو مغرب میں بھی بہت چیخے چلائے۔ لیکن ان پر دقیانوسیت کی پھبتی کس کر، جدت اور جدیدیت کی رنگینیوں کی جگمگاہٹوں میں ذہن ماؤف کر ڈالے۔ مرد و زن کو یکساں تعلیم و تربیت دی۔ کھیل کے میدان، فنونِ لطیفہ کے نام پر تہذیب کی بدترین کثافتوں میں عورت کو لا تھیٹرا۔ مردانہ وار تعلیم کی مصروفیت اور مرد سے مسابقت کے شوق نے لطیف مادرانہ جذبات کو کچل کر رکھ دیا۔ اولاد کی فطری خواہش کو سر اٹھانے سے پہلے دبا دیا گیا۔ اسقاطِ حمل کی سہولت فراواں کی۔ خاندانی منصوبہ بندی کی ایجادات نے انسانیت کش سامان فراہم کیے۔ ایک مسئلہ مخلوط تعلیم، ہمہ گیر اختلاط سے حرام بچوں کی آمد کا تھا، جسے روکنے تھامنے کو کم عمری میں جنسی تعلیم اور تعلیمی اداروں میں فیملی پلاننگ کی ضروریات کی فراہمی کا بندوبست ہوا۔ ادارے بنے۔ حکومت نے ذمہ داریاں سنبھالیں۔ فوسٹر کیئر (نگران والدین) کا نظام قرار پایا۔ ڈے کیئر کی آیاؤں نے پرائے بچے پالنے کی ذمہ داری سنبھالی۔ ابتداءً شاید وہاں بھی نانیاں، دادیاں ہوتی ہوں گی۔ تاہم جلد ہی نانیاں دادیاں ملازمتوں اور پھر اپنی دوستیاں نبھانے میں یوں بے پناہ مصروف ہوئیں کہ بچے کرائے پر پلنے لگے۔ اگلی نسل میں بچے پیدا بھی کرائے پر ہونے لگے۔ رحم بکے۔ بچے پیدا کر کے دینے کی نوکری بھی ایجاد ہو گئی۔

کھیل کے میدانوں نے رہی سہی نسوانیت بھی ختم کر دی۔ اب عورت نسوانیت، حیا، لطافت، تحمل، صبر، ایثار، عمیق جذبات اور قدرت کی ودیعت کردہ جذباتیت (پرورشِ اولاد کی خاطر) کھو چکی تھی۔ یہ مرد مار قسم کی مخنث عورت فطری کشش کھو کر مدمقابل بن چکی تھی۔ اس کے سر چڑھے پن کے ہاتھوں ہوتی قانون سازیاں، شادی کے مقدس بندھن کو مرد کے استحصال کا ایک آلہ بنا چکی تھیں۔ مرد طلاق دیتا تو عمر بھر کی پونجی گنوا بیٹھتا۔ بلا اجازت قرب کا حق بھی نہ تھا، اس کے لیے بھی خوفناک اصطلاحیں وجود میں آ چکی تھیں۔ عورت کے عشوے غمزے تہذیب کی ساری حدیں پار کیے اشتہاری جنس بن چکے تھے۔ عورت بکرے کی طرح عضو، عضو (by parts) بک رہی تھی۔ کہیں سالم دم پخت مہنگے داموں اور کہیں شانے، دستی، پائے، ران کے دام الگ الگ وصول کرتی بل بورڈوں پر چڑھی، فلم، فیشن کو تارے دکھاتی۔ حیا باختہ ترین کچرے کا (نام ستارہ star) اور بڑی شخصیت (celebrity) نامور فنکارہ قرار پایا۔ بدنام ہوئے ہم تو کیا نام نہ ہوگا۔ جن کا ڈسا ہوا پانی نہیں مانگتا! اب عورت بے زاری شروع ہو گئی۔ کھلونے کی طرح کھیل لیا، پھینک دیا، طبیعت اوب گئی، اکتاہٹ ہونے لگی۔

جاپانیوں کو دیکھیے۔ اپنی دنیا میں گم رہنے کو ماسک پہننے والے تاکہ کسی کو مسکراہٹ کا تحفہ بھی نہ دینا پڑے۔ کانوں پر ہیڈ فون چڑھائے منہ ڈھانپے مردم بے زار! (ان کے منہ ڈھانپنے پر کسی کو اعتراض نہیں!) یہی وہ المناک موڑ تھا جہاں انسانیت مر گئی۔ مرد نے عورت پر تین حرف بھیج کر خود بحر مردار سے ملعون تہذیب نکالی، اوڑھ پہن لی۔ پہلے پہل معاشرے نے تے کر دی۔ نفرین بھیجی۔ لیکن تابکے......؟ بالآخر یہی چلن بنتا گیا۔ مرد سے مرد کی شادی اور ضد میں عورت کی عورت سے شادی۔ قانون بن گئے۔ چرچوں میں بھی اجازت مل گئی! پھر مرد و زن نے کتے، کتیوں (حقیقی) سے، کینگرو سے، پل سے، تکیے سے شادی کر لی۔ جاپان میں بڑی بڑی گڑیاؤں سے شادی۔ کرائے کے دلہے سے شادی جسے تقریب کا گلیمر لوٹ کر، تحفے

وصول کر کے تصویریں کھنچوا کر پیسے دے کر رخصت کر دیا۔ بچوں کو بہت جی چاہا تو حرام کے بچے آج بھی فراواں ہیں۔ دو مردوں کے جوڑے نے گود لے لیے۔

حضرت انسان کے لیے اقبال کے فرمودہ ثمر، موت کا مزا دنیا چکھ رہی ہے۔ نسوانیت کی موت نے انسانیت کو موت کی تاریک وادیوں میں دھکیل دیا۔ دنیا پاگل ہو چکی ہے۔ عورت برہنہ مخبوط الحواس کریہہ منظر پھر رہی ہے۔ لاکھوں فحش ویب سائٹس، سائنس کی مکروہ ترین ایجادات کا حصہ ہے۔ اربوں ڈالر کی صنعت ہے۔ منشیات کی صنعت دنیا کے کروڑوں انسانوں میں دیوانگی اور موت بانٹ رہی ہے۔ ماں کے ہاتھ کے پکے خوشبودار مہکتے غذائیت سے بھرپور کھانوں کی جگہ فاسٹ فوڈ بھی موت کی سوداگری ہے۔ برطانوی صحافی (24 سالہ) نے ایک ہفتہ تجربے کی خاطر صرف پیزا، برگر، چپس، ڈائٹ کوک پیپسی (میکڈونلڈ اور کے ایف سی سے) پر گزارا کرنا طے کیا۔ پہلے اور بعد کلینک سے معائنہ کروایا۔ بہترین صحت کی مالک فیب جیکسن چوتھے دن ہی کمزوری سے اس حال کو پہنچ گئی کہ بستر سے (کمزوری مارے) اٹھنا مشکل۔ چہرہ بے رونق، بال کھردرے اور جلد کھانوں کی طرح چکنی ہو چکی تھی! (ہمارے ہاں تو بازاری کھانوں میں اب گدھے کا گوشت، مردار مرغیاں اور کیا کچھ مزید نہیں!)

المیہ تو یہ ہے کہ آج یہ ساری حرماں نصیبی گلوبل ویلج کے بن ماں کے پلے دیوانے چودھریوں کے ہاتھوں دنیا کے گوشے گوشے میں پھیل چکی ہے۔ پاکستان بھی اس کی زد میں ہے اور اب سعودی عرب پر بھی یہی یلغار ہے۔ جنوں کا نام خرد رکھ دیا خرد کا جنوں۔ دہشت گردی کی آڑ میں یہ پاگل پن مزید دو آتشہ ہو گیا۔ عورت پر بے حیائی، بے حجابی مسلط کرنا انسداد دہشت گردی (Counter Terrorism) قرار پا گیا۔ ہمیں دھتکارتے حقیر کرتے امریکیوں کی رضا کی خاطر سندھ پولیس نے (CTD) سیمینار منعقد کر کے 40 یونیورسٹیوں کے وائس چانسلر اکٹھے کیے۔ اس کی آڑ میں توپوں کے سارے دہانے اسلام، دروس، دینی تربیت، حجاب، نقاب، داڑھی پر کھول دیے۔ اکا دکا میزائل مزاج (لاکھوں طلبہ و طالبات میں سے!) نوجوانوں کو ایمان اور حیا سے نتھی کر کے اسے روکنے تھامنے کے اقدامات کے فرامین صادر فرمائے۔ لبرل ترقی پسندانہ رویوں اور رجحانات کی حوصلہ افزائی کرنے کو کہا۔ پہلے ہی تعلیم اور تعلم کا گلا گھونٹ کر یونیورسٹیاں کالج رنگ و خوشبو میں غرق عشق عاشقی عیاشی فحاشی پروان چڑھانے کے ادارے بن چکے ہیں۔ جا بجا طالبات جنسی ہراسانی کے عذاب میں مبتلا ہیں، خود اساتذہ کے ہاتھوں! ہم بگٹٹ انہی راہوں پر آج دین ایمان اپنی شناخت بھلائے دوڑے چلے جا رہے ہیں جن پر قومی خودکشی کے دہانے پر بیٹھے مغربی ممالک چل کر تباہ ہوئے ہیں۔ طلاق کی شرح ہمارے ہاں بھی خوفناک ہو چکی ہے۔ عورت دیوانہ وار تلاش معاش میں دوڑ رہی ہے۔ بچے رل رہے ہیں۔ کردار سازی ایسے میں کہاں! بچے سسک سسک کر عدالتوں میں خلع طلاق کے کیسوں میں جدا ہوتے ماں باپ کو دیکھتے اور کہتے ہیں۔

الفت کی نئی راہوں پہ چلا یوں بانہیں ڈال کے بانہوں میں
گھر توڑنے والے دیکھ کے چل ہم بھی تو پڑے ہیں راہوں میں

آج دنیا کچرا دان، کوڑا دان بن چکی ہے۔ نبی محترم ﷺ کے فرمان کے مطابق: ''نیک بندے ایک ایک کر کے دنیا سے گزرتے چلے جائیں گے، یہاں تک کہ کچرے کے سوا کچھ باقی نہ رہے گا، جیسے کھجور یا جو کا کچرا۔'' اللہ اس بات کی پروا نہ کرے گا کہ انھیں کس وادی میں ہلاک کرے۔ اسے کچرا دان بنانے میں جہاں نیکوکاروں کے اٹھ جانے کا حصہ ہے (مذکورہ حالات ہی بھلے آدمی کو مار ڈالنے کو کافی ہیں! صرف سوٹڈ بوٹڈ گلیمر بھرا کچرا باقی ہے!) وہاں دنیا کو اس حال کو پہنچانے میں عورت کا کردار (یا بے کرداری کہہ لیجیے) بہت بڑا ہے۔ اس کا علاج؟ وہی آبِ نشاط انگیز ہے ساقی! اپنی ماؤں سیدہ مریمؑ، سیدہ ہاجرہؑ، سیدہ خدیجہؓ، سیدہ فاطمہؓ کا پاکیزہ نسوانی مامتا بھرا اسوہ لوٹانے کی ضرورت ہے۔ یہی حج اور عمروں کا حاصل ہے۔ یہی ہمارا رول ماڈل ہے۔ قوم ماں کی گود سے پل کر نکلتی ہے۔

بیگانہ رہے دیں سے اگر مدرسۂ زن
ہے عشق و محبت کے لیے علم و ہنر موت

اولاد کو فتنۂ دجال کی آندھیوں میں پروں کے نیچے چھپا کر پال لیے۔ کمتر معیارِ زندگی (قبول ہو) اور برتر معیارِ بندگی کو شعار بنائیے۔ میڈیا کے مسموم و مذموم اثرات سے بچائیے۔ قرآن و سنت رگ و پے میں اتاریئے۔ پورے اعتماد سے مومنین و مومنات، قانتین و قانتات بنا کر پال لیے۔ معترضین دیوانی دنیا سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی بات پر کان نہ دھریے! کہاں اسلام کی حیادار، عفت مآب محفوظ پاکیزہ عورت۔ کہاں مغربی معاشروں کے لنڈے بازار کی رگیدی بے وقعت عورت، بھوکی نگاہوں کے داغوں بھری چیچک زدہ عورت۔

چہ نسبت خاک را بہ عالمِ پاک

❀❀❀


ادارہ مؤدہ میرج لنک

مؤدہ میرج لنک دینی اور خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار خالصتاً رضائے الٰہی کے حصول اور کسی بھی دنیاوی مفاد سے مبرا ایک ادارہ ہے۔ اس کا کام اسلامی ذہن رکھنے والے گھرانوں کو ان کے بچوں بچیوں کے رشتوں کے سلسلہ میں رابطہ کروانا ہے۔ اس مقصد کے لیے ایک فارم مرتب کیا گیا ہے جس میں سارے کوائف موجود ہیں۔ یہ فارم چودھری امین کے دفتر واقع مون مارکیٹ، فیصل ٹاؤن میں موجود ہیں۔ ادارہ لڑکی اور لڑکے کے کوائف کے مطابق موجود رشتوں میں مناسب امتزاج کے مطابق رابطہ فراہم کرنے کا مکلف ہوگا۔ بعدازاں والدین خود باہمی رضامندی اور چھان بین سے رشتہ طے کریں۔ رشتہ طے ہو جانے کی صورت میں ہمیں ضرور مطلع کریں۔ (آپ کے تمام کوائف کو صیغہ راز میں رکھا جائے گا) رابطہ کے لیے رجوع کریں:

چودھری امین 0300-8408638
شیخ محمد الطاف عظیم 0321-4084277
سید شوکت حسین 0323-4407290

# 1979ء کی تدفین

مفتی منیب الرحمٰن

یہ سطور میں اہلِ سنت کے جواں عمر علماء کے لیے لکھ رہا ہوں۔ ہمارے علماء اپنی دنیا میں مگن ہیں، یہ امریکہ اور برطانیہ میں ہوں یا پاکستان میں، گرد و پیش سے بے نیاز رہتے ہیں "سُکھیکی" میں رہتے ہیں، امت کے دکھ درد کو محسوس کر کے اپنا سکون برباد نہیں کرتے۔ سوشل میڈیا پر بھی ان کی اپنی دنیا ہے، ایک دوسرے کا مذاق اڑانے یا دامن تارتار کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ دوسری طرف جہادی فکر کے علمبردار ہیں، انہوں نے اپنی سوچ کے مطابق باطل کو فیصلہ کن شکست دے دی ہے اور صفحۂ ہستی سے ان کا نام ونشان مٹ جانا زیادہ دور کی بات نہیں ہے۔

1979ء میں جب صدام حسین نے ایران پر حملہ کیا اور سوویت یونین نے افغانستان پر یلغار کی، یہ جدید جہادی فکر کا نقطۂ آغاز تھا۔ اس واقعے کو تقریباً انتالیس سال بیت چکے ہیں۔ اس دوران افغانستان، عراق، لیبیا اور شام وغیرہ میں تباہی و بربادی، جانی و مالی نقصان کے صحیح اعداد وشمار کہیں بھی میسر نہیں ہیں، بعض رپورٹس کے مطابق مجموعی جانی نقصان ملین سے متجاوز ہے۔ ہمارے پاس خبریں مغربی میڈیا کے توسط ہی سے آتی ہیں، ہمارا اپنا کوئی رپورٹر یا نمائندہ برسرِ زمین موجود نہیں ہوتا۔ مصر میں بھی عارضی طور پر جمہوریت قائم ہوئی اور جمہور اب تک اس کی قیمت چکا رہے ہیں۔ پاکستان ایران اور افغانستان کا براہِ راست پڑوسی، ترکی اور سعودی عرب کا قریبی اتحادی اور دہشت گردی کے خلاف عالمی جنگ کا شریکِ کار ہونے کی وجہ سے اس تباہی کے اثرات سے محفوظ نہیں ہے، ہمارے جانی و مالی نقصانات کے بھی صحیح اعداد وشمار دستیاب نہیں ہیں، بس اندازے ہیں، قیاسات ہیں اور دعوے ہیں۔

ساٹھ اور ستر کے عشرے میں جب ہمارے ہاں ایشیا سبز ہے، ایشیا سرخ ہے، لہو کا رنگ سرخ ہے وغیرہ کے نعرے لگ رہے تھے، اس وقت بائیں بازو کے صحافی اور دانشور مذہبی جماعتوں اور علماء کو سامراج کا ایجنٹ قرار دیتے تھے۔ جب بائیں بازو کے دانشوروں سے مکالمہ ہوتا تو وہ جماعت اسلامی اور مولانا مودودی کو امریکہ کا ایجنٹ قرار دیتے اور یہ کہ انہیں وسائل امریکہ مہیا کر رہا ہے۔ ان سے پوچھا جاتا کہ اس کا طریقہ کیا ہے؟ وہ کہتے: امریکی مولانا مودودی کی کتابیں بڑی تعداد میں چھپوا کر خریدتے ہیں اور پھر سمندر برد کر دیتے ہیں اور جماعت کو وسائل ملتے رہتے ہیں۔ یہ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اگر یہ الزام درست ہے تو براہِ راست نوازشات میں امریکہ کے لیے کیا مشکل تھی۔ اگر یہ سوال کیا جاتا کہ شاہِ ایران جب امریکہ اور مغرب کا انتہائی وفادار، ان کی تہذیب کا علمبردار اور اس خطے میں ان کا پولیس مین ہے، تو امریکہ اس کے خلاف تحریک کو کیوں پنپنے دے رہا ہے، تو ہمارے دانشور جواب دیتے کہ ملّا آخر میں امریکہ کی گود میں بیٹھ جائیں گے، اس لیے امریکہ اس پر مطمئن ہے کہ لوگوں کے دلوں کا غبار بھی نکل جائے گا اور اس خطے میں امریکی مفادات کو کوئی زک بھی نہیں پہنچے گی۔ لیکن بالآخر اس کے برعکس ہوگیا، ایران کی مذہبی حکومت کا امریکہ سے تصادم شروع ہوا جو اب تک جاری ہے، ایران میں حکومت کے خلاف جو ارتعاش زیرِ زمین نمو پا رہا تھا، اب اس کی لہریں برسرِ زمین نمودار ہو رہی ہیں۔ اس کا ایک سبب یہ ہے کہ ایران نے سعودی عرب کے خلاف اپنا حلقۂ اثر بڑھانے کے لیے اپنے آپ کو مشرقِ وُسطیٰ میں بہت زیادہ مصروف کر لیا ہے اور اب اس کی معیشت بہت دباؤ میں ہے، مہنگائی اور بے روزگاری کے سبب عوام کے ضبط کا بندھن ٹوٹ رہا ہے۔ یہ امر تو عیاں ہے کہ دوسرے ملکوں میں لڑی جانے والی بلاواسطہ یا بالواسطہ جنگ بہت مہنگی پڑتی ہے، اس کا دباؤ امریکہ بھی محسوس کر رہا ہے، سوویت یونین تو اسی کے بوجھ تلے شکست و ریخت سے دوچار ہوگیا۔ اب ایسے اشارات مل رہے ہیں کہ ایران اور سعودی عرب میں تبدیلیاں وقوع پذیر ہونے جا رہی ہیں۔

ٹامس فرائیڈ مین امریکہ کے نامور مصنف اور صحافی ہیں۔ حال ہی میں ان کا ایک آرٹیکل "ایرانی اور سعودی نوجوان 1979ء کو بھول جائیں" کے عنوان سے نظر سے گزرا۔ یہ اصحابِ بصیرت کے لیے چشم کشا ہے اور اس میں مسلم دنیا کی نوجوان نسل کو اسلام کی لبرل تعبیر کی امید دلائی گئی ہے۔ یہ تاثر دیا گیا ہے کہ 1979ء عالم اسلام میں مذہبی تصلُّب اور شدت پسند تبدیلیوں کے لیے ایک سنگِ میل تھا، مگر اب اس کی تدفین ہو رہی ہے اور اس کے بطن سے ایک نئی اور روشن خیال مسلم دنیا وجود میں آ رہی ہے۔ ٹامس فرائیڈ مین لکھتے ہیں:

"لیکن اب ایران اور سعودی عرب میں کچھ چیزیں مشترک ہیں، ان کی آبادیوں کی اکثریت کی عمریں تیس سال سے کم ہیں، سوشل میڈیا نیٹ ورک اور اسمارٹ فون کے ذریعے نوجوان ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں اور ان کی بڑی تعداد اس بات سے تنگ ہے کہ بدعنوان اور گلا گھونٹنے والے علماء کے ذریعے انہیں بتایا جائے گا کہ اپنی زندگی کیسے گزاریں؟ وہ 1979ء کے ماضی کو دفن کرنا چاہتے ہیں اور ہر اس چیز کو دفن کرنا چاہتے ہیں جو 1979ء کے واقعات کے ردِّعمل کے نتیجے میں ظہور میں آئی ہے"۔ وہ لکھتے ہیں:

"ایران میں پہلی مرتبہ مرگ بر حزب اللہ اور "مرگ بر آمر" کے نعرے لگے۔ میں سعودی عرب گیا تو نوجوانوں کے یہ خیالات سنے: "میں چاہتی ہوں کہ مولوی میرے سامنے سے ہٹ جائیں، میں اپنی زندگی بغیر کسی مداخلت کے گزارنا چاہتی ہوں، میں اپنی قوت کو بھرپور طریقے سے عمل میں لانا چاہتی ہوں، میں چاہتی ہوں کنسرٹس میں جاؤں، اپنی گاڑی چلاؤں، اپنا کاروبار کروں، صنفِ مخالف سے میل جول رکھوں، سینما دیکھوں"۔ فرائیڈ مین لکھتے ہیں:

"مذہبی پولیس کو بازاروں سے ہٹانا، سعودی عورتوں کو گاڑی چلانے کی اجازت دینا، علماء و مفتیان کی طاقت کو محدود کرنا، عورتوں کو اجازت دینا کہ مردوں کے ساتھ کھیلوں میں حصہ لے سکیں، سینما گھر کھولنا، مغربی اور عرب فنکاروں کو اجازت دینا کہ وہ مملکت میں آکر اپنے فن کا مظاہرہ کریں، اس عزم کا اظہار ہے کہ وہ سعودی عرب میں قدامت پسندی کو ماڈریٹ اسلام میں تبدیل کر دیں گے۔ یہی محمد بن سلمان کا وژن 2030ء ہے۔ محمد بن سلمان درحقیقت چین کی طرح "ایک ملک دو نظام" کے خاکے کا

سعودی چربہ تیار کر رہے ہیں۔ مجھ سے ایک سعودی تاجر نے کہا: محمد بن سلمان کا وژن یہ ہے: ''اگر آپ مذہبی ہیں اور مکہ جانا چاہتے ہیں تو آپ کو راستہ ہموار ملے گا اور اگر آپ ڈزنی ورلڈ جانا چاہتے ہیں تو آپ کے لیے وہاں جانے میں بھی کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔'' یہ وہی وژن ہے جو ماضی میں ہماری فلموں میں دکھایا جاتا تھا: ایک اداکار تھوڑی دیر پہلے چوری کر رہا ہوتا، ڈاکہ ڈال رہا ہوتا، کچھ دیر بعد نظر آتا کہ وہ مصلیٰ بچھائے نماز پڑھ رہا ہے، تسبیح پرورد کر رہا ہے، کوئی سوال کرتا کہ یہ کیسا تضاد ہے؟ وہ جواب دیتا: وہ میرا پیشہ تھا، یہ میرا مذہب ہے، یعنی اب معاشرے میں خیر وشر کے نفوذ کے لیے یکساں مواقع دستیاب ہوں گے۔

اس ثنویت کو قبول کرنے کے لیے ولی عہد محمد بن سلمان نے مذہبی طبقے پر بھی محنت کی ہے، حقیقت یہ ہے کہ مذہبی طبقے میں اب وہ عزیمت نہیں رہی، قانونِ قدرت ہے کہ عشرتیں اور راحتیں انسان کو تن آسان بنا دیتی ہیں اور اس کی مزاحمتی قوت کو مضمحل کر دیتی ہیں۔ پھر ایک وقت آتا ہے کہ وہ ڈھیر ہو جاتا ہے اور مزاحمت کے بجائے مفاہمت کو قبول کر لیتا ہے تاکہ عشرتیں اور راحتیں جاری رہیں، کیونکہ مزاحمت کی صورت میں عشرتوں سے دستبردار ہونا پڑتا ہے جو مشکل کام ہے، لہٰذا اب عزیمت مفقود ہے۔ جمعرات کے اخبار میں یہ خبر پڑھ لیجیے:

''سعودی شہزادے محمد بن سلمان نے امریکہ کے اپنے حالیہ دورے میں واشنگٹن پوسٹ کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا: ''سرد جنگ کے دور میں مغرب کی درخواست پر سعودی عرب نے دنیا بھر میں وہابی ازم پھیلانے کے لیے فنڈز فراہم کیے تاکہ سوویت یونین کا مقابلہ کیا جا سکے۔ مغربی اتحادیوں نے سرد جنگ کے دور میں درخواست کی تھی کہ مختلف ملکوں میں مساجد اور مدارس کی تعمیر میں سرمایہ لگایا جائے تاکہ سوویت یونین کی جانب سے مسلم ممالک تک رسائی روکی جاسکے۔ ماضی میں سعودی حکومتیں اس منزل کے حصول میں راستہ بھٹک گئیں، ہمیں واپس صحیح راستے پر آنا ہے۔ قدامت پسند مذہبی رہنماؤں کو میں نے بڑی مشکل سے اس بات پر قائل کیا ہے کہ ایسی سختیاں اسلامی ڈاکٹرائن کا حصہ نہیں ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اسلام سادہ اور دانش مندی پر مبنی مذہب ہے، لیکن کچھ لوگ اسے ہائی جیک کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مذہبی علماء کے ساتھ طویل مباحثے مثبت ثابت ہوئے ہیں اور وقت گزرنے کے ساتھ مذہبی اسٹیبلشمنٹ میں ہمارے اتحادیوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔'' یعنی مزاحمت دم توڑ رہی ہے۔

شہزادہ محمد بن سلمان نے یہ انکشاف کرنے میں تامل نہیں کیا کہ دنیا بھر میں عالی شان مسجدوں کا پھیلاؤ مغرب کی خواہش پر سوویت یونین کا راستہ روکنے کے لیے تھا، ظاہر ہے کہ عہدِ حاضر میں جہاں مسجد و مدرسہ بنے گا، اس کا جواز پیدا کرنے کے لیے مسلک کی چھاپ ضرور ہوگی۔ چنانچہ برانڈڈ مذہب کی مارکیٹنگ ناگزیر ہو جاتی ہے۔ شہزادے نے سعودی تاریخ میں پہلی بار مذہبی اسٹیبلشمنٹ کا نام لے کر اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اب تک سعودی عرب کے مذہبی رہنما کافی طاقتور تھے، وہ مقتدرہ کا حصہ تھے، کیونکہ سعودی حکومت آلِ سعود اور آلِ شیخ کے اشتراک سے قائم ہوئی تھی، ان کے درمیان تقسیمِ اختیارات کی بھی ایک روایت چلی آ رہی تھی، مگر اب سب کچھ بدل رہا ہے۔ پس ٹامس فرائیڈ مین نے 1979ء کو مذہبیت کے غلبے کی معراج سے تعبیر کیا اور یہ بتایا کہ مسلمان اب اسے بھول جائیں، وہ لبرل ازم کو ایک حقیقت کے طور پر قبول کر لیں، مذہب کو اپنی ذات تک محدود رکھیں۔ مسلمانوں سے آج مغرب کا مطالبہ یہی ہے اور اب شہزادہ محمد بن سلمان پورے عزم کے ساتھ اس مشن کو لے کر چل پڑے ہیں، اس سلسلے میں امریکہ ان کا پشتیبان ہے۔

(بشکریہ ''روزنامہ اسلام'')

## امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید کا دورہ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ 11 فروری 2018ء کو اپنے سالانہ دورہ کے سلسلے میں حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی تشریف لائے۔

امیر محترم صبح ساڑھے نو بجے دفتر حلقہ پہنچے۔ نائب ناظم اعلیٰ خیبر پختونخوا محترم میجر فتح محمد امیر حلقہ محترم محمد شمیم خٹک دیگر ذمہ داران اور رفقاء نے ان کا استقبال کیا۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز قاری عزیز الرحمٰن کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ سٹیج سیکریٹری کے فرائض امیر مقامی تنظیم پشاور شہر محترم مجاہد نسیم نے سرانجام دیئے۔ اس کے بعد امیر محترم نے ان اجتماعات کی اہمیت کو واضح کیا اور کہا کہ وہ سال میں ایک مرتبہ تمام حلقوں کا دورہ کرتے ہیں اور اپنے رفقاء سے ملاقات کرتے ہیں۔ اس کے بعد امیر محترم کا مقامی امراء تا ناظم، نقباء اور نئے رفقاء سے تعارف کرایا گیا جبکہ امیر حلقہ نے اپنے معاونین کا تعارف کروایا۔ اس کے بعد سوال و جواب کی نشست کا آغاز کیا گیا۔ امیر محترم نے رفقاء کے سوالات کے جوابات دیئے۔

رفقاء سے ملاقات اور ظہرانے کے بعد امیر محترم نے حلقے کی شوریٰ سے ایک نشست کی۔ جس میں امیر محترم نے مقامی امراء و ذمہ داران حلقہ سے تفصیلی تعارف حاصل کیا۔ یہ نشست تقریباً ڈھائی گھنٹے جاری رہی۔

امیر محترم نے رات کا قیام صدر موسس انجمن خدام القرآن خیبر پختونخوا محترم جناب ڈاکٹر محمد اقبال صافی کے ہاں کیا اور وہاں پر شیخ الحدیث مولانا الطاف الرحمن بنوی سے بھی ملاقات کی۔

12 فروری 2018ء کو امیر محترم دفتر حلقہ تشریف لائے اور ملتزم تربیتی کورس میں صبح 8 بجے سے 12:45 بجے ظہر تک کورس کے اہم ترین مضامین پر خطاب کیا۔ نمازِ ظہر کے بعد امیر محترم واپس لاہور کے لیے روانہ ہوئے۔ (مرسلہ: محمد شمیم خٹک)

## حلقہ پنجاب شرقی کے زیر اہتمام ایک روزہ سہ ماہی تربیتی اجتماع

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شرقی کے زیر اہتمام ایک روزہ سہ ماہی تربیتی اجتماع کا انعقاد دو الگ الگ مقامات ساہیوال اور ہارون آباد میں ہوا۔ اس مرتبہ سہ ماہی تربیتی اجتماع کا عنوان ”نجات کا راستہ“ رکھا گیا۔ پروگرام کا آغاز ایمان حقیقی کے موضوع سے ہوا۔ اس کے بعد سورۃ الفرقان کے آخری رکوع کی روشنی میں ”رحمٰن کے بندوں کے اوصاف“ کے ضمن میں درس ہوا۔ چائے کے وقفہ کے بعد سورۃ الصف کی روشنی میں ”اقامت دین کی فرضیت“ پر خطاب ہوا۔ اس کے بعد سورۃ العنکبوت کی روشنی میں تواصی بالحق کے ضمن میں اہل حق کے ابتلاء و آزمائش کا آنا لازمی کے موضوع پر خطاب ہوا اور آخر میں سورۃ العنکبوت کے آخری دو رکوع کی روشنی میں ”ابتلاء و آزمائش“ میں اہل ایمان کے لیے ہدایات پر خطاب ہوا۔ بعدازاں دعائے مسنونہ، نماز ظہر اور کھانے کے بعد پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ اس پروگرام میں مجموعی طور پر 218 افراد نے شرکت کی۔ جن میں 90 مبتدی رفقاء، 81 ملتزم، 28 احباب اور ہارون آباد میں 20 رفیقات تنظیم بھی شامل تھیں۔ اللہ تعالیٰ اس راستے میں ہم سب کی تمام مشکلات کو اپنی رحمت و فضل سے آسان فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہماری محنتوں کو قبول فرمائے اور خدمت دین کے لئے مزید ہمت و حوصلہ عطا فرمائے۔ (مرسلہ: محمد ناصر بھٹی)

## حلقہ لاہور غربی کا سہ ماہی اجتماع

17 فروری 2018ء کو حلقہ لاہور غربی کا سہ ماہی اجتماع شب بیداری کی صورت میں شام 7 بجے قرآن اکیڈمی میں منعقد ہوا۔ میزبانی کے فرائض حلقہ لاہور غربی کے ناظم تربیت محسن محمود نے ادا کیے۔ انہوں نے رفقاء کو خوش آمدید کہا۔ پروگرام کا آغاز نثار خان کے سورۃ الفتح کی آخری دو آیات کے درس سے ہوا۔ انہوں نے درس میں حزب اللہ کی نمایاں خصوصیات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ آپس میں بہت نرم خو اور کفار کے لیے بہت سخت تھے۔ نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد مرکزی ناظم شعبہ سمع و بصر آصف حمید نے رفقاء کو بتایا کہ تنظیم اسلامی کا شعبہ سمع و بصر سوشل میڈیا میں اپنا کردار کس طرح ادا کر رہا ہے۔

کھانے کے وقفے کے بعد محترم عطاء الرحمٰن عارف نے منہج انقلاب نبوی ﷺ کے پہلے باب میں سے پہلے حصے کا مطالعہ کروایا۔ اس کے بعد امیر حلقہ پرویز اقبال نے رفقاء سے آل پاکستان استحکام پاکستان مہم کے حوالے سے گفتگو کی۔ علاوہ ازیں سود اور فحاشی کے حوالے سے دائر کئے گئے کیسز کی تازہ ترین صورت حال سے رفقاء کو آگاہ کیا گیا۔ انہوں نے سبزہ زار میں ایک پلاٹ پر تعمیرات کے حوالے سے تفصیلات سے آگاہ کیا۔ اس کے بعد حلقہ لاہور غربی کے ناظم دعوت محمود حماد نے ”نفاق: سبب و بچاؤ“ کے عنوان سے نہایت پُر تاثیر اور خوبصورت گفتگو کی۔ اس کے بعد سید فاروق گیلانی نے سیرت صحابہؓ کے ضمن میں حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی سیرت بیان کی۔ پھر آرام کا وقفہ ہوا۔ صبح رفقاء کو تہجد کے لئے اٹھایا گیا۔ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد عبداللہ محمود نے درس حدیث دیا۔

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا تین چیزیں نجات دینے والی ہیں اور تین ہلاک کرنے والی ہیں:

نجات دینے والی (i) اللہ کا تقویٰ اختیار کرنا کھلے اور چھپے ہر حال میں۔ (ii) حق بات کہنا۔ (iii) میانہ روی اختیار کرنا۔

اور ہلاک کرنے والی (i) خواہش نفس جس کی بگٹٹ پیروی کی جائے۔

(ii) لالچ کنجوسی جو انسان کے پیچھے ہی لگ جائے

(iii) انسان کا اپنے آپ کو کچھ سمجھنا اور یہ سب سے شدید ہے۔

درس حدیث کے بعد یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (مرتب کنندہ: محمد یونس)

## حلقہ جات کراچی کے زیر اہتمام شام میں مسلمانوں کے قتل عام کے خلاف مظاہرہ

تنظیم اسلامی کراچی کے تینوں حلقہ جات کا مشترکہ مظاہرہ 13 مارچ 2018ء کو کراچی پریس کلب کے سامنے دوپہر ساڑھے تین بجے منعقد ہوا۔ رفقاء نے مختلف نعروں پر مشتمل پلے کارڈ اور بینرز اٹھا رکھے تھے۔ مظاہرہ کا آغاز سورۃ النساء کی آیات 135 تا 139 سے کیا گیا جس کی سعادت رفیق تنظیم حافظ معاذ چشتی نے حاصل کی۔ ابتدائی گفتگو میں امیر حلقہ کراچی جنوبی انجینئر نعمان اختر نے مسلمانوں پر ظلم کے خلاف شدید غم و غصہ کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ شام میں 2011ء سے شروع ہونے والی خانہ جنگی کو پورے سات سال ہونے کو ہیں جس میں بلا مبالغہ لاکھوں جانوں کے ضیاع سے انسانی تاریخ کے بدترین المیہ نے جنم لیا ہے۔ بالخصوص شام کے مشرقی غوطہ میں بشار الاسد اور روسی فضائیہ کی اندھا دھند بمباری نے اس علاقے کو خون میں نہلا دیا ہے۔ ایک طرف معصوم بچے بھوک سے بلک رہے ہیں، کہیں ان کی اعضاء کٹی لاشیں بکھری پڑی ہیں، کہیں عورتوں اور بوڑھوں کی سسکیاں سنائی دیتی ہیں۔ شامی افواج کی طرف سے اخلاقیات کی دھجیاں بکھیر دی گئیں۔ دوسری طرف عالم اسلام پر موت کا سا سناٹا چھایا ہوا ہے۔ ہمارے حکمران اقتدار کی جوڑ توڑ میں لگے ہیں۔ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا نے شام کی صورتحال پر مجرمانہ خاموشی اختیار کی ہوئی ہے۔ تنظیم اسلامی کے رفقاء شامی مسلمان بھائیوں کے غم و درد میں شریک ہوتے ہوئے اپنی استطاعت کے بقدر

# Before you #DeleteFacebook, try taking control

## #DeleteFacebook is trending on social media.

But you don’t have to do anything as radical as deleting the app that keeps you in touch with friends, family members and so many bots. Instead, consider taking full control of your account. A few steps can eliminate Facebook as a nefarious actor in your life, wrestling it into submission as a benign app.

I have been a sceptic about Facebook pretty much from the beginning — it’s likely a generational thing. I have had issues with the lack of privacy protections and how the company monetised me as a user. A precept from the 1970s, said originally about television, is applicable to technology and media: If you are not paying for a product, then you are the product.

Mark Zuckerberg, the founder of Facebook, understood this from the beginning. He is of the generation that never really cared much about privacy or data security. What made Facebook so valuable was its business model of monetising private information and online behaviour. In light of the Cambridge Analytica scandal, people are now waking up to how dangerous that model can be.

In theory, the idea of an app that connects you to friends from grade school, summer camp or high school, or to people who share your interests, to your college friends and former co-workers, should be harmless fun. In practice, it is fraught with danger. You can dramatically reduce those risks by making some small changes in your Facebook behaviour.

A few easy steps to wrestle the social media app into submission

Like any new habit, it will take a month or two to get used to it. My experience has been that the trade-offs for doing these steps are ultimately worth it.

**Log out**

When you are using FB, log in as normal. Do whatever you want to do. Then LOG OUT. That is not easy to find — by design. Look for it in the dropdown menu under the little triangle on the far right of the screen. Log out is the bottom menu option. How Facebook uses your data and personal web browsing history may be the least understood aspect of the app. Many sites provide advice on stopping Facebook from tracking you while browsing. These approaches help somewhat, but aren’t foolproof. And Facebook still gets anonymous data from third parties; they can and do match this data to your identity. One other thing: stop clicking “like” on other sites: doing so shares data with Facebook about where you are and what you are doing. Your choices are not anonymous.

**Adjust privacy settings**

Go to your Settings (also under that inverted triangle). There are 15 topics (found on far left of screen — General, Privacy, etc.). Set as many things as possible to the most private possible setting — “Private” and “Only me” are the strongest, then “Only friends.” Work your way through each of the privacy settings, turning off location tracking (No, do not “check in” anywhere, you reckless fool). Also, go to the advertising preferences, and set that on the most reduced setting. The setting “Friends of friends” is an invitation for trolls and others to access your information. Be aware of the personal information you are sharing with

strangers. Speaking of which:

**Strip out personal information**

First, understand that whatever you voluntarily put on Facebook can and will be eventually used or shared (note my actual birthday is accurate, but not the year of my birth). It serves little purpose there — other than helping Facebook hit its revenue goals — so get rid of as much of it as you can. What music or books you like, where you have worked, the places you visit: None of this makes much of a difference, other than creating a profile to serve advertising to you or to be sold to third parties. Note you cannot get rid of an email address, so I use Leemail, a specific program that allows me to see when Facebook or others sell or otherwise share my email address.

**UnFriend**

Eliminate all of those in your friend list who have no real and true connection to you. This means mere acquaintances, friends of friends of friends, work colleagues from three jobs ago and random salespeople who may have reached out to you. Same with social groups, clubs, etc. that you are not active in.

As with Twitter, you can take control of Facebook. It can be a useful app, if used with the appropriate degree of caution and security. The company is greatly incentivised to mine your information and behaviour for its profit. The onus is on you to protect your data and privacy, and yourself.

<u>Source</u>: ***Adapted from an article written by Barry Ritholt;***
***Courtesy Bloomberg / The Washington Post Service***

-------------------------

**<u>Note</u>**: ***The editorial board of Nida e Khilafat may not agree with all information provided, analysis made and conclusions drawn in the article***

صدائے احتجاج بلند کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ امت مسلمہ کی زبوں حالی کی اصل وجہ اللہ کے کلام قرآن حکیم کو ترک کر دینا ہے۔ انہوں نے احادیث مبارکہ کے حوالے دیتے ہوئے کہا کہ امت مسلمہ کی عظمت وسطوت قرآن حکیم کی طرف رجوع کرنے میں ہے۔

تنظیم اسلامی کے نائب ناظم تعلیم وتربیت جناب شجاع الدین شیخ نے کہا کہ شام میں مسلمانوں پر ظلم وستم جاری ہے اور عالم اسلام بے بس اور لاچار ہے۔ اقوام عالم اس قتل عام پر چشم پوشی سے کام لے رہی ہے۔ درحقیقت عالمی قوتیں چاہتی ہیں کہ مسلمانوں میں باہم قتل وغارت گری جاری رہے اور عالم اسلام انتشار کا شکار رہے۔ یہ وہ وقت ہے کہ اہل اسلام کو سنجیدگی کے ساتھ اپنا جائزہ لینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے دین سے بے وفائی اور غداری کے سبب آج امت مسلمہ پر پے در پے عذاب کے کوڑے برس رہے ہیں۔ امت مسلمہ بالعموم اور عرب اقوام بالخصوص عتابِ الٰہی کا شکار ہیں۔ امت مسلمہ کی بقاء اللہ کے دین سے وفاداری اور کارِ رسالت کی ادائیگی پر کمر بستہ ہو جانے میں ہے۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ انفرادی و اجتماعی دونوں سطح پر توبہ کر کے دین کے نفاذ کی کوشش کی جائے۔ سیاستدان مقتدر قوتیں، میڈیا مالکان اور عوام الناس ہر ایک اپنی ذمہ داری محسوس کرے۔ اس مظاہرہ کے لیے 25 بینرز اور 15 پلے کارڈز تیار کیے گئے تھے، علاوہ ازیں دوران مظاہرہ مختلف اخباری نمائندوں میں پریس ریلیز بھی تقسیم کی گئی۔ مظاہرہ میں رفقاء واحباب کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ امیر کورنگی وسطی جناب عامر خان صاحب کی دعا پر یہ مظاہرہ اختتام پذیر ہوا۔

(رپورٹ: محمد سہیل)

## ضرورت رشتہ

☆ رفیق تنظیم کا بیٹا، عمر 27 سال، قد 6.3 فٹ، تعلیم MS، ملازمت گریڈ 17، کے لیے دینی مزاج کی حامل تعلیم یافتہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0300-8187667

☆ بہاولپور میں مقیم سید فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 27 سال الیکٹریکل انجینئر، واپڈا میں ایس ڈی او کے لیے دینی مزاج کی حامل ڈاکٹر لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0345-4006005

## انا للہ وانا الیہ راجعون — دعائے مغفرت

☆ حلقہ جنوبی پنجاب کے منفرد اُسرہ لیّہ کے ملتزم رفیق مہر غلام رسول (ایڈووکیٹ) دل کا دورہ پڑنے سے وفات پا گئے۔

☆ حلقہ لاہور شرقی کی مقامی تنظیم گلبرک کے امیر عبدالعزیز اعوان کے بڑے بھائی وفات پا گئے۔ برائے تعزیت: 0312-4020009

☆ حلقہ پنجاب شمالی کے ملتزم رفیق ابرار احمد کے والد وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0333-5354500

☆ مقامی تنظیم ضلع اوکاڑہ کے رفیق جناب عدنان دستگیر بھوپال کی ساس وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0333-4362733

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

Vol: 27 | Regd. No. C.P.L NO.114 | No.15

Weekly | Nida-e-Khilafat | Lahore